
ضروریات دین
www.saylaniwelfare.com

فرمانِ خداوندی ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

Verily, only Islam is the Din (Religion) before Allah

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۹)

ضرورتِ دین

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

مؤلف

مفتی محمد راشد القادری

آزاد پبلشرز
۵۶، اُردو بازار کراچی
PH : 32631839,32620178
E-mail : azadpublishers@gmail.com

01.jpg

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل یہ کتاب بنام ''ضرورتِ دین'' منظرِ عام پر آچکی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (آل عمران)

دین سے مراد اسلام ہے، جس کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت اور اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر اور روزِ جزا پر اور باقی تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانا لازم ہے۔ اور یہ امور تمام انبیاء کی امّتوں کے لئے یکساں لازم ہیں۔

آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ انہیں ضروریاتِ دین کا بھی علم نہیں، جس کے ایک مسئلہ کے انکار پر بندہ اسلام سے نکل کر کفر کی تاریکیوں میں جا گرتا ہے، صاحبِ کتاب نے اس کتاب میں اپنا موضوع بالخصوص ضروریاتِ دین کو بنایا ہے اور اسی سے متعلق تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ میں نے اس کتاب کو بالترتیب تو نہیں مگر چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا تو بہت عمدہ پایا۔

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ کہ اس میں ایمانِ مفصّل کی شرح بڑے احسن اور آسان انداز میں کی گئی ہے۔ اور ایمانِ مفصّل کے تمام جزئیات کی وضاحت دلائل کے ساتھ کرنے کی سعی فرمائی ہے اور تمام مسائل کو سوال وجواب کے طرز پر سمجھایا گیا ہے۔

ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور صاحبِ کتاب کے علم، عمل، عمر میں مزید برکتیں اور ترقیاں عطا فرمائے۔

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام، صدّیقین، شہداء وصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کے صدقے وطفیل تمام امّت کی تمام نیک حاجتوں کو پورا فرمائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔ العارض:

محمد بشیر فاروقی قادری
یکم رمضان المبارک
۱۴۳۲

02.jpg

انتساب

ہم اس کتاب کو سرورِ دو جہاں شاہِ کون و مکاں ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کا ثواب بالخصوص سرکار ﷺ اور آپ ﷺ کی ساری امّت کے لئے ایصال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے اُمتِ مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔ضرورتِ دین

بفیضانِ نظر۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی محمد راشد القادری سلمہٗ الباری

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید سمیر حسین

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔آزاد پبلیشرز 56 اُردو بازار کراچی

فہرست

مقدّمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۹)

علامہ ابن کثیر نے اسلام کے مفہوم کو بڑے آسان اور واضح الفاظ میں بیان کیا ہے: ہر زمانہ کے نبی پر اللہ تعالیٰ نے جو نازل فرمایا اس کی اطاعت واتباع کو اسلام کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے جب نبوّت کا سلسلہ ختم ہوا تو اسلام اتباع محمدی کا نام ہوگیا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۲ ص ۲۵)

کماحقہٗ اطاعت واتباع کے لئے ضروریاتِ دین کا جاننا اشد ضروری ہے۔ لہٰذا اس کتاب میں ضروریاتِ دین کو موضوع بنایا گیا ہے تاکہ ہر عام وخاص اس سے باخوبی استفادہ کر لے۔ چونکہ ضروریاتِ دین کے مسائل سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ اللہ عزّ وجل ارشاد فرماتا ہے:

اَقِیْمُوا الدِّیْنَ

دین ٹھیک رکھو۔ (سورۂ شوریٰ: آیت ۱۳)

یہاں دین سے مراد اسلام ہے، معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت اور اس پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر اور روزِ جزا پر اور باقی تمام ضروریاتِ دِین پر ایمان لانا لازم کرو کہ یہ امور تمام انبیاء کی امّتوں کے لئے

یکساں لازم ہیں۔(تفسیر خزائن العرفان)

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین میں ہیں۔(شرح عقائد النسفیۃ:ص۱۲۰)

اور کسی ایک ضرورت دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں (المسامرۃ:ص۳۳۰) اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ضروریاتِ دین وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہیں۔جیسے اللہ عزوجلّ کی وحدانیت،انبیاء کی نبوت، جنت و دوزخ، حشر ونشر وغیرہا مثلاً یہ اعتقاد کہ حضورِ اقدس ﷺ خاتم النّبیّین ہیں۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔(المعتقد المنتقد:ص۱۱۹ملخصاً)

جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، ان کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے وہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں (ردالمحتار: ج۶ص۳۴۳،ملخّصاً)۔

اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے۔بدنی اعمال ایمان کا جز نہیں ہیں۔

زبان سے اقرار کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایمان کی تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عنداللہ مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے۔(النبراس:ص۲۵۰،ملخّصاً)۔

مسلمان ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے، جو ضروریاتِ دین سے ہے اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو۔اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے۔دل میں انکار نہیں۔(المسامرۃ:ص۳۵۷،ملخصاً)

اللہ ربّ العزّت جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ ہمیں دینِ اسلام پر

ثابت قدمی عطا فرمائے، اور ہمیں اپنے عقائد، اعمال و احوال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رہتی دنیا تک اس سے امّت مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہِ النّبیِّ الامین)

ابو رضا محمد راشد القادری بن محمد حیات القادری عفی عنہ

مسلمان کسے کہتے ہیں؟

سوال: مسلمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: دین اسلام کی پیروی کرنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔

اسلام کی بنیاد

سوال: اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے۔

جواب: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

(۲) نماز قائم کرنا۔

(۳) زکوٰۃ دینا۔

(۴) حج کرنا۔

(۵) ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری: رقم الحدیث: ۷)

سوال: اسلام کا کلمہ کیا ہے؟

جواب: اسلام کا کلمہ طیبہ ہے: جو کہ یہ ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔
(صحیح مسلم: رقم الحدیث:۱۱۳۰)

سوال: کلمۂ شہادت کونسا کہلاتا ہے؟

جواب: کلمۂ شہادت وہ کلمہ ہوتا ہے جس میں اس بات کی گواہی ہو کہ اسلام قبول کرنے والے نے اللہ کو معبودِ برحق اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا خاص بندہ اور رسول تسلیم کرلیا ہو۔ کلمۂ شہادت یہ ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث:۴۱)

سوال: کیا صرف زبان سے کلمہ پڑھ کر آدمی مسلمان ہو جاتا ہے؟

جواب: صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ مسلمان وہ ہے جو زبان سے اقرار کے ساتھ ساتھ سچے دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین سے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے اور اس کے کسی قول یا فعل سے اللہ و رسول کا انکار یا توہین نہ پائی جائے۔

سوال: گونگے آدمی کا مسلمان ہونا کیسے معلوم ہوگا؟

جواب: گونگا آدمی کہ زبان سے انکار نہیں کرسکتا اس کے مسلمان ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اشارے سے یہ ظاہر کردے کہ سوائے اللہ کے کوئی

عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور اسلام میں جو کچھ ہے وہ صحیح اور حق ہے۔

ضروریاتِ دین میں کیا کیا باتیں ہیں؟

سوال: ضروریاتِ دین میں کیا کیا باتیں ہیں؟

جواب: ضروریاتِ دین وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس سے لائے جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت ونار، حشر ونشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ یا مثلاً یہ اعتقاد کہ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، یا یہ کہ قرآنِ کریم میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، (مُحال اسے کہتے جو موجود نہ ہوسکے) اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہوجائے۔ (المعتقد المنتقد: ص۱۱۹، ملخصاً)

سوال: ضروریاتِ دین جنہیں بغیر مانے آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا وہ کیا ہیں؟

جواب: ضروریاتِ دین وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتا ہے جیسے اللہ عزوجل کی توحید (یعنی اُسے ایک جاننا) انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت، اور ساتھ ہی یہ اعتقاد بھی شرط ہے کہ حضورِاقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔اسی طرح جنت، دوزخ، حشر ونشر وغیرہ پر تہہ دل سے ایمان لانا۔

سوال: ایک شخص کلمۂ اسلام پڑھتا ہے اور دین کی کسی ضروری بات کا انکار بھی کرتا ہے، وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں! جو شخص کسی ضروری دینی امر کا انکار کرے یا اسلام کے بنیادی

عقیدوں کے خلاف کوئی عقیدہ رکھے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ وہ اسلامی برادری میں داخل ہے نہ وہ مسلمان ہے۔

سوال: اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب: اطاعت اور فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہیں ان میں کوئی فرق نہیں جو مومن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مومن ہے البتہ محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مومن نہیں ہوتا۔

مسلمان ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟

سوال: مسلمان ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب: اقرارِ لسانی یعنی زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرنا تا کہ دوسرے لوگ اسے مسلمان سمجھیں اور مسلمان اس کے ساتھ اہلِ اسلام جیسا سلوک کریں مسلمان ہونے کے لیے شرط ہے نیز یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو کیونکہ باقی باتوں کا اقرار اور ضروریاتِ دین میں کسی مسئلے کا انکار بندے کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ملخصاً)

ایمان کسے کہتے ہیں؟

سوال: ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: سچے دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریاتِ دین سے ہیں، اسے ایمان کہتے ہیں یا یوں سمجھو کہ جو کچھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس سے لائے، خواہ وہ حکم ہو یا خبر، ان سب کو حق جاننا اور سچے دل سے ماننا

ایمان کہلاتا ہے اور جو شخص ایمان لائے اسے مومن و مسلمان کہتے ہیں۔

سوال: بغیر مطلب سمجھے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی کلمہ کے معنی سمجھانے والا نہیں ہے یا ہے بھی تو وہ معنی سمجھتا نہیں۔ اگر وہ زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں دینِ محمدی کو سچا جانتا اور اُسے قبول کرتا ہوں تو وہ شخص مسلمان ٹھہرے گا۔

سوال: جو لوگ اسلام کا اقرار نہ کریں وہ کون ہیں؟

جواب: ایسے لوگوں کو جو اسلام کو سچا دین نہ مانیں، کافر کہا جاتا ہے۔

مرتد کسے کہتے ہیں؟

سوال: مرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسلام کا کلمہ پڑھ کر جو شخص زبان سے کلمۂ کفر بکے اور اپنی بات پر قائم رہے۔ یعنی کفری بات پر نفرت نہ کرے وہ مرتد کہلاتا ہے۔

مشرک کسے کہتے ہیں؟

سوال: مشرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو لوگ خدا کے سوا کسی اور کو پوجتے یا خدا کے سوا کسی دوسرے کو بندگی کے قابل سمجھتے ہیں یا خدا کی خدائی میں کسی کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، وہ مشرک ہیں۔

سوال: دنیا کی کون کون سی قومیں مشرک ہیں؟

جواب: جیسے ہندو جو بتوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور بتوں کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے ہیں یا عیسائی اور یہودی یا پارسی وغیرہ جو دو یا تین خدا مانتے ہیں، یہ سب مشرک ہیں۔

کیا مسلمان بھی مشرک ہوسکتا ہے؟

سوال: کیا مسلمانوں میں مشرک ہوتے ہیں؟

جواب: ہرگز نہیں! بھلا مسلمان کس طرح مشرک ہوسکتا ہے!

جبکہ رسول اکرم ﷺ نے قسم کے ساتھ ارشاد فرمایا:

وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَآ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَ لٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا

اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! مجھے تم پر اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ ہاں مگر مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے معاملات میں رغبت کروگے۔ (صحیح بخاری، ج ۲ ص ۹۷۵، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور پھر سب سے بڑا فرق یہ کہ مسلمان خدا کو ایک سمجھتا ہے اور مشرک دوسروں کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہے، تو جس طرح کسی مشرک کو مسلمان نہیں کہہ سکتے یونہی کسی مسلمان کو مشرک نہیں کہہ سکتے۔

سوال: مسلمان کو مشرک کہنے والے کون لوگ ہیں؟

جواب: کچھ نئے فرقے ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں، یہ گمراہ بددین ہیں، اُن کے سائے سے دور بھاگنا ضروری ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَأْتُوْنَکُمْ مِنْ الْأَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ

تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ
وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ

آخر زمانے میں دجّال کذّاب لوگ ہوں گے کہ وہ ایسی باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تو ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: ۸)

کیا کافر کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے؟

سوال: کیا کافر کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے؟

جواب: مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہنا اور ماننا ضروریاتِ دین سے ہے۔ یہ بات محض غلط ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کافر کہہ کر پکارا ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

تم فرماؤ اے کافرو! (الکافرون: ۱)

Say you, O infidels!

یہ بات یاد رکھیں! جب کوئی کافر اپنے کفر پر قائم ہے تو اسے کافر ہی کہیں گے اور اگر کفر سے توبہ کئے بغیر مر گیا تو ہم کو خدا اور رسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں اور خاتمہ کا حالِ علمِ الٰہی پر چھوڑ دیں جس طرح جو ظاہراً مسلمان

ہو اور اس سے کوئی قول وفعل خلافِ ایمان ثابت نہ ہوا ہو تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں، شریعت کا مدار ظاہر پر ہے اور روز قیامت ثواب یا عذاب کی بنیاد خاتمہ پر ہے۔

سوال: نفاق کیا چیز ہے؟

جواب: زبان سے اسلام کا دعوے اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاق ہے۔ یہ بھی خالص کفر ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔

منافق کون ہے؟

سوال: منافق کون ہیں؟

جواب: جو لوگ زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر دل میں اس سے انکار کرتے ہیں وہ منافق کہلاتے ہیں۔

سوال: کیا اس زمانے میں کسی کو منافق کہہ سکتے ہیں؟

جواب: کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ تو منافق نہیں کہا جا سکتا، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانے میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو اسلام کے دعوے کے ساتھ ضروریات دین کا انکار بھی کرتے ہیں۔

اسلام کے بنیادی عقائد

سوال: اسلام کے بنیادی عقائد کتنے ہیں؟

جواب: اسلام کے بنیادی عقیدے تین ہیں:

(۱) توحید (۲) رسالت (۳) قیامت

باقی اعتمادی باتیں انہیں کے اندر آ جاتی ہیں۔

سوال: توحید کے کیا معنی ہیں؟

جواب: دل سے تصدیق (ماننا) اور زبان سے اس امر کا اقرار کرنا کہ ہماری اور تمام عالم کی پیدا کرنے والی ایک ذات ہے اور وہ اللہ ربّ العزّت ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ حکومت میں نہ عبادت میں۔

اللہ تعالیٰ موجود ہے

سوال: اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اس کی ہستی کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے۔ خصوصاً مصیبتوں میں، بیماریوں میں، موت کے قریب، اکثر یہ فطرت اصلیہ ظاہر ہو جاتی ہے اور بڑے بڑے منکرین بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ خدا کا نام آ ہی جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے لفظِ حاضر و ناظر کا استعمال درست نہیں

سوال: اللہ تعالیٰ کے لئے حاظر و ناظر کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ زمان و مکان سے پاک ہے اور جب وہ مکان سے پاک ہے تو کسی جہت میں ہونے سے بھی پاک ہے اور اللہ عزوجل کو اوپر والا یا نیچے والا قرار دینے والے کی تکفیر کی جائے گی۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے اسی بات کو بیان کیا چنانچہ فرماتے ہیں: ''ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں خدائے تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے:

حتی کہ چاند سورج تارے حور وغلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسی علیہ السلام معراج میں حضور ﷺ زمانہ سے علیحدہ ہیں۔

اور نہ ہی کوئی جگہ خدا کو گھیرے ہوئے ہے۔ خدا تعالیٰ حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے اسی لئے قرآن کی اس آیت کو

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْش

کو متشابہات سے مانا گیا ہے اور

بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٍ

وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں: اللہ کا علم اور اسکی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔ (جاء الحق ص ۱۵۷)

وہی لامکان کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے
وہ نبی ہیں جسکے ہیں یہ مکاں وہ خداگ ہے جسکا مکاں نہیں

حاضر وناظر (بمعنیٰ شھید وبصیر) کا عقیدہ حق ہے

سوال: اگر حاضر وناظر کہنا درست نہیں تو پھر قرآن مجید میں جو الفاظ شھید اور بصیر اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوئے ہیں ان کا کیا معنی ہیں؟

جواب: قرآن وحدیث میں جو اسماءِ الٰہیہ مذکورہ ہوئے ہیں ان کے معنی علماء کرام نے اپنی تفاسیر اور شروحات میں ذکر کردیئے ہیں، کسی نے بھی شھید وبصیر کا ترجمہ حاضر وناظر نہیں کیا۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (البروج:۹)

And Allah is a witness over all things.

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ

بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (الحج:۱۷)

Undoubtedly, every thing is before Allah.

وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ

اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (التغابن:۲)

And Allah is seeing your work.

معلوم ہوا کہ عقیدہ یہ ہے کہ ہر موجود اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے اور وہ اس پر گواہ ہے اور وہ ہر موجود کو دیکھتا اور جانتا ہے، یہی عقیدہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہی عقیدہ حق ہے۔ مگر اس عقیدہ کی تعبیر لفظ حاضر و ناظر سے کرنا درست نہیں۔ کیونکہ فقہاء کرام علیہم الرحمۃ نے سختی سے منع فرمایا ہے صرف ایک عبارت سے اندازہ لگائیے:

ویاحاضر یا ناظر لیس یکفر

یعنی اللہ عزوجل کو یا حاضر یا ناظر کہنے سے کافر نہ ہوگا (درمختار: ج ا ص ۳۶۱)

یعنی کافر تو نہ ہوگا لیکن قصداً ان الفاظ کا استعمال کرنے والا گمراہ و فاسق قرار پائے گا۔

اسی بات کی وضاحت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فرمائی ہے:

علماء کرام کو اس کے اطلاق میں یہاں تک حاجت ہوئی کہ اس پر سے نفی تکفیر فرمائی کیونکہ اُسے حاضر و ناظر نہیں کہہ سکتے، وہ شہید و بصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ: ج۲۹ ص ۳۳۳ ملخصاً)

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے شواہد

سوال: دنیا کی کن چیزوں سے خدا کی ہستی کا پتہ چلتا ہے؟

جواب: تھوڑی سی عقل والا انسان بھی دنیا کی تمام چیزوں پر نظر کر کے یقین کرے گا کہ بے شک یہ آسمان وزمین، ستارے اور سیارے، انسان وحیوان اور تمام مخلوق کسی نہ کسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر کوئی ہستی تو ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اِذَا قَضٰٓى
اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ (البقرۃ:۱۱۷)

The Originator of the heavens and the earth, and when He decrees any thing, then says to it only, 'Be and it becomes at once."

جب ہم کسی تخت یا کرسی وغیرہ بنی ہوئی چیزوں کو دیکھتے ہیں تو فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ ان کو کسی نہ کسی کاریگر نے بنایا ہے۔ اگرچہ ہم نے اپنی آنکھ سے بناتے نہ دیکھا ہو۔

ایک عرب کے بدو نے خوب کہا کہ اونٹ کی مینگنی دیکھ کر اونٹ کا یقین ہو جاتا ہے اور نقش قدم دیکھ کر چلنے والے کا ثبوت ملتا ہے تو پھر ان برجوں والے

آسمان اور کشادہ راستہ والی زمین کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے صانع عالم ہونے کا یقین کیونکر نہ ہوگا؟

فی الواقع آسمان وزمین کی پیدائش، رات دن کا اختلاف، ستاروں کا خاص نظام ان کی مخصوص گردش، اس بات کی کھلی ہوئی دلیلیں ہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے۔ جو بڑی زبردست قوت وقدرت والا اور بہت بڑا حکیم اور بااختیار ہے جس کے قبضۂ قدرت سے یہ چیزیں نکل نہیں سکتیں۔

قرآن حکیم میں ہے:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُكَوِّرُ الَّیْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ یُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ

اس نے آسمان اور زمین حق بنائے رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے چاند اور سورج کو کام میں لگایا ہر ایک ایک ٹھہرائی میعاد کے لئے چلتا ہے سنتا ہے وہی صاحب عزّت بخشنے والا ہے (الزمر:۵)

He made the heavens and earth with truth. He rolls the night around the day and He rolls the day around the night and He has employed the sun and the moon into service. Each moves to an appointed term. Do you hear? He is the Dignified, the Forgiving

سوال: توحید کے ثبوت میں کونسی دلیل ہے؟

جواب: خداوند تعالیٰ کی وحدانیت کے ثبوت ایک تو عقلی ہیں یعنی انسانی عقل بشرطیکہ عقل صحیح ہو، خدائے تعالیٰ کے ایک ہونے کا یقین رکھتی ہے اور اسی لیے دنیا کے بڑے بڑے حکماء اور فلسفی خدائے تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن کو قرآن کریم نے بتایا ہے۔

سوال: توحید الٰہی پر قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ؈

اور تمہارا اللہ ایک اللہ ہے اس کے سوا کوئی اللہ نہیں، بے انتہا کرم کرنے والا بار بار رحم فرمانے والا۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۶۳)

And your God is one God, there is no God but He most Gracious and Merciful.

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ

اللہ کی گواہی ہے کہ بجز اس کے کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم بھی اس کے گواہ ہیں اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے۔ (آل عمران، آیت ۱۸)

Allah bore witness that none is to be worshiped save He, and the angels and the men of learning (too) standing with justice

لَوْكَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونوں برباد ہوجاتے۔
(سورۂ انبیاء، آیت ۲۲)

If there had been gods beside Allah in the heavens and earth, then necessarily, they would have gone ruined.

وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلٰى بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا۔ اور ہر ایک خدا دوسرے پر بڑائی چاہتا پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں
(مؤمنون، ۹۱)

And nor is there any other god along with Him If it were so, each god would have wished superiority over the other. Glorified is above all that which they attribute to Him.

توحید کے کتنے مرتبے ہیں؟

سوال: توحید کے کتنے مرتبے ہیں؟

جواب: توحید کے چار مرتبے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود نہ سمجھنا۔

(۲) تمام روحانی اور مادی عالَم کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ جاننا۔

(۳) آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں میں تمام تدبیر اور تصرف کو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھنا۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مستحق عبادت نہ سمجھنا۔

واجب الوجود کے کیا معنی ہیں؟

سوال: واجب الوجود کے کیا معنی ہیں؟

جواب: واجب الوجود ایسی ذات کو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری ہے، اور وہ ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، جس کو کبھی فنا نہیں، کسی نے اس کو پیدا نہ کیا بلکہ اس نے سب کو پیدا کیا ہے جو خود اپنے آپ سے موجود ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا (الرحمٰن: ۲۶/ ۲۷)

All that is on earth is to perish. And there is abiding for ever is the Entity of your Lord Majestic and Venerable.

قدیم اور اَزَل کسے کہتے ہیں

سوال: قدیم اور اَزَل کسے کہتے ہیں؟

جواب: قدیم/ اَزَل: دونوں کا ایک ہی معنیٰ ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے ہے

سوال: باقی کے معنی کیا ہیں؟

جواب: باقی وہ جو ہمیشہ رہے گا اور اسی کو اَبدِی بھی کہتے ہیں اور یہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لیے ثابت ہیں۔

سوال: خدائے تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کیا چیزیں قدیم ہیں؟

جواب: جس طرح اس کی ذات قدیم ،اَزَلی اَبدی ہے اس کی صفات بھی قدیم، ازلی، سے ابدی ہیں اور ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں، (یعنی بعد میں پیدا کی گئی ہیں) جو عالم میں سے کسی چیز کو قدیم مانے یا اس کے حادث ہونے میں شک کرے، وہ کافر ومشرک ہے جیسے آریہ، کہ وہ روح اور مادہ کو قدیم جانتے ہیں یقیناً مشرک ہیں۔

حادِث کسے کہتے ہیں؟

سوال: حادث کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو پہلے نہ ہو اور پھر کسی کے پیدا کرنے سے ہو، وہ حادث ہے۔اسی کو ممکن بھی کہتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور صفاتی نام کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے اس کو اسم ذات بھی کہتے ہیں اور لفظ اللہ کے سوا اور نام جو اس کی کسی صفت کو ظاہر کرے اسے صفاتی نام یا اَسمائے صفات کہتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے کتنے نام ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے نام بے شمار ہیں اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالی کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام ہیں، جس نے ان کو یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوا۔(صحیح بخاری مترجم، ج۳ص۸۳۹)

سوال: ان ناموں کے علاوہ اور نام خدا کے لیے بولے جاسکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا نام مقرر کرنا جو قرآن وحدیث میں نہ آیا ہو جائز نہیں جیسے کہ خدا کو سخی یا رفیق کہنا، اسی طرح دوسری قوموں میں جو اس کے نام مقرر ہیں اور خراب معنی رکھتے ہیں یہ بھی اس کے لیے مقرر کرنا ناجائز ہے، جیسے کہ خدا کو رام یا پرماتما کہنا۔
سوال: اللہ تعالیٰ کے ناموں پر نام رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: اللہ تعالیٰ کے بعض نام جو مخلوق پر بولے جاتے ہیں ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی، رشید، کبیر، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں مگر ایسے ناموں کو بگاڑنا سخت منع ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ناموں میں اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں۔ (صحیح مسلم)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھو۔ (ابوداؤد)

مؤمن کی اقسام

سوال: مومن کتنے قسم کے ہیں؟
جواب: مومن دو قسم کے ہیں۔ ایک مومن صالح، دوسرا مومن فاسق۔

مؤمن صالح

مومن صالح وہ مسلمان ہے جو دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ ساتھ احکام شریعت کا پابند بھی ہو، خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہو، شرع کے

امر ونہی کا خلاف نہ کرتا ہو۔

مؤمن فاسق

مومن فاسق وہ ہے جو احکام شریعت کی تصدیق اور اقرار تو کرتا ہے۔ مگر اس کا عمل ان احکام کے برخلاف ہو جیسے وہ مسلمان جو نماز روزہ کو فرض تو جانتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔

مؤمن کی حرمت کعبہ سے افضل ہے

سوال: مؤمن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی ہے؟

جواب: مؤمن کی حرمت کا اندازہ اس حدیثِ پاک سے ہوتا ہے:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو طواف کعبہ کرتے دیکھا حضور ﷺ فرما رہے تھے (اے کعبہ!) تو پاک ہے تیری فضا پاک ہے تو عظیم ہے تیری حرمت عظیم ہے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے: اللہ کے نزدیک مؤمن کی حرمت تیری حرمت سے زیادہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ: رقم: ۳۹۲۲)

فاسق فی العقیدہ

سوال: فاسق فی العقیدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: فاسق فی العقیدہ وہ شخص ہے جو دعویٰ اسلام کے ساتھ ساتھ مذہب اہل سنت وجماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ اسی کو بد دین، گمراہ و بد مذہب کہتے ہیں۔

سوال: اعمال بدن ایمان میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: اصل ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے۔ اعمال بدن اصلاً ایمان کا جزو نہیں البتہ کمال ایمان کی شرط ضرور ہیں، ہاں بعض اعمال جو قطعاً ایمان کے منافی ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بت یا چاند سورج وغیرہ کو سجدہ کرنا یا کسی نبی کی یا قرآن کریم کی یا کعبہ معظّمہ کی توہین کرنا اور کسی سنت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔

یونہی بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا سر پر چٹیا رکھنا، جس شخص سے یہ افعال صادر ہوں اسے از سرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

ایمان میں کمی وزیادتی

سوال: ایمان گھٹتا اور بڑھتا بھی ہے یا نہیں؟

جواب: ایمان قابل زیادتی ونقصان نہیں وہ بڑھے نہ گھٹے، اس لیے کہ کمی بیشی اس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو۔ اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق نام ہے دل کی ایک کیفیت کا جسے یقین کہا جاتا ہے، البتہ ایمان میں شدت وضعف کی گنجائش ہے یعنی کمال ایمان میں کمی بیشی ہوسکتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تنہا ایمان اس امت کے تمام افراد کے مجموعی ایمانوں پر غالب ہے۔

کفر وشرک

سوال: کفر اور شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے، ان میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ ماننا کفر ہے اور شرک کے معنی ہیں خدا کے سوا کسی اور کو واجب الوجود یا مستحق عبادت جاننا یعنی خدا کی خدائی میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا کہ شرک نہ بخشا جائے گا وہ اس معنی پر ہے یعنی اصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی۔ کفر کرنے والے کو کافر اور شرک کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔

سوال: کافر کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: کافر دو قسم کے ہوتے ہیں اصلی اور مرتد؟

(۱) کافر اصلی

کافر اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے خواہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو یا بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔

(۲) مرتد

اور مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے خواہ یوں کہ پہلے مسلمان تھا پھر اعلانیہ اسلام سے پھر گیا، کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا یا یوں کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر خدا اور رسول کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی سے انکار کرتا ہے۔

سوال: جو کافر علانیہ کفر کرتے ہیں ان کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: علی الاعلان کلمۂ اسلام کے منکر چار قسم کے ہیں:

اَوّل......دَہریہ

دہریہ فرقہ خدا ہی کا منکر ہے، زمانہ کو قدیم خیال کرتا ہے، مخلوق کو خود بخود پیدا ہونے والا کہتا ہے اور قیامت کا قائل نہیں، انہیں میں زندیق اور ملحد ہیں کہ دین کا مذاق اُڑاتے اور ضروریات دین بلکہ تعلیمات اسلام کو ہنسی مذاق سمجھتے ہیں اگرچہ وجود باری کے منکر نہ ہوں۔

دُوُم......مُشرک

مشرک لوگ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود مانتے ہیں۔ جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو اپنا معبود جانتے ہیں اور آریہ کہ روح اور مادہ کو واجب الوجود یعنی قدیم وغیر مخلوق جانتے ہیں۔ یہ دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم......مجُوسی

مجوسی، آتش پرست کہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

چہارُم......اہلِ کتاب

اہلِ کتاب: یہودی اور نصرانی جو دوسری آسمانی کتابوں کے نزول کا اقرار کرتے ہیں مگر قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں رکھتے۔

سوال: کافر کی بخشش اور نجات کے لیے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مرتد کو مرحوم/مغفور/جنتی کہے وہ خود کافر ہے۔

سوال: اس امت میں گمراہ فرقے کتنے ہیں؟

جواب: حدیث میں ہے کہ یہ امت تہتر فرقے ہوجائے گی۔ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی۔صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ناجی (جنتی) فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا: وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، یعنی سنت کے پیروکار۔

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا وہ جماعت ہے، یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِاعظم فرمایا اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا۔اسی وجہ سے اس ناجی فرقے کا نام اہل سنت و جماعت ہوا۔

سوال: ایمانِ مُفصَّل کا مطلب کیا ہے؟

جواب: ایمانِ مُفصَّل ایمان کے تمام جزئیات کی تفصیل کا نام ہے۔

سوال: ایمانِ مُفصَّل کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: حقیقت کے نکتۂ نظر سے بات کریں تو قرآن مجید سے ثابت ہے؟

اور قرآن مجید سے سمجھنے کے لئے اس کے جزئیات کا علم ہونا ضروری ہے جیسا کہ ایمانِ مُفصَّل میں سات چیزوں کا بیان ہے:

(۱) اللہ پر ایمان　(۲) فرشتوں پر ایمان

(۳) کتابوں پر ایمان　(۴) رسولوں پر ایمان

(۵) یومِ آخرت پر ایمان　(۶) اچھی بری تقدیر پر ایمان

(۷) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان۔

اب آیئے! قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ ان چیزوں کا بیان کہاں ہے؟

قرآنِ مجید سے ابتدائی پانچ چیزوں کے بیان

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا

اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا (النساء:۱۳۶)

And who denies Allah and His angels and His Books and His Messengers and the Last Day, then certainly he strayed far way.

سورۂ نساء کی آیت ۱۳۶ سے پانچ چیزوں پر ایمان لانا ثابت ہوا۔

چھٹی جزء ہے: اچھی بری تقدیر پر ایمان۔

قرآنِ عظیم سے اچھی بُری تقدیر کا ثبوت

وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ

قلم اور ان کے لکھے کی قسم (قلم:۱)

By the pen and by that which they (angels) write.

امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قلم سے مراد وہ ہے جس سے ہمارے ربّ عزوجل نے تقدیر لکھی یعنی چاہے وہ تقدیر اچھی ہو یا بری۔ نفع بخش ہو یا نقصان دہ۔ (الدرالمنثور: ج۶ ص۲۶۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں اچھائی اور برائی کی نسبت سے متعلق منافقین کی رَوِش بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ

اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی (النساء:۷۸)

And if some good reaches them, then they say, 'this is from Allah and if some bad reaches them, then they say, 'This has come from you.

یعنی منافقین کا حال یہ تھا کہ جب انہیں کوئی سختی پیش آتی تو اس کو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرتے تھے۔

اچھائی اور برائی کا تصوّر

ایک انسان کے لئے اچھائی اور برائی کا کیا تصوّر ہونا چاہیے؟

اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بیان فرمایا:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ

اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے (النساء:۷۹)

O Listener! Whatsoever good reaches to you is from Allah, and whatsoever bad reaches to you is from yourself.

اس کی تفسیر میں ہے: یہاں بُرائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے۔

بعض مفسّرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف برسبیلِ ادب ہے خلاصہ

32.jpg

یہ کہ بندہ جب فاعلِ حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اُسی کی طرف سے جانے اور جب اسباب پر نظر کرے تو بُرائیوں کو اپنی شامتِ نفس کے سبب سے سمجھے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی ہدایت کی راہ دکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

تم فرمادو سب اللہ کی طرف سے ہے (النساء:۷۸)

Say you, 'All is from Allah.

اس کے تحت تفسیرِ بیضاوی میں ہے:

ہر کام کا مُوجِد حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن آرام و خوشحالی کا باعث اس کا احسان ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے بندہ کا امتحان بھی لیا جائے کہ وہ اس انعام پر کیسے شکر ادا کرتا ہے۔ اور تکلیف و رنج کا باعث انسان کی اپنی کوتاہیاں اور غفلتیں ہوا کرتی ہیں (تفسیرِ بیضاوی: ج ۱ ص ۵۷۴ ملخصاً)

ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ

اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی ہے (بنی اسرائیل:۱۳)

And We have tied to his neck the destiny of every man.

اس کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں:

یعنی جو کچھ اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے خیر یا شر، سعادت یا شقاوت وہ اس کو اس طرح لازم ہے جیسے گلے کا ہار جہاں جائے ساتھ رہے کبھی جدا نہ ہو۔ مجاہد

نے کہا کہ ہر انسان کے گلے میں اس کی سعادت یا شقاوت کا نوِشتہ ڈال دیا جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

حدیثِ مبارک سے اچھی بُری تقدیر کا ثبوت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی رونما ہوا جس کے بالکل سفید کپڑے، کالے سیاہ بال اس پر سفر کے کوئی آثار نہ تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتے تھا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے، پھر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایمان سے متعلق بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟

فرمایا: کہ تو ایمان لا! اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے، اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ (شعب الایمان: ج ا ص ۲۰۱، رقم ۱۸۰)

لہٰذا اس مختصر سی وضاحت سے معلوم ہوا کہ اچھی اور بری تقدیر حقیقت میں تو اللہ ہی کی طرف سے ہے مگر بندے کو جائز نہیں کہ بُری چیزوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرے۔ ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں کہ جو لکھ دیا وہی کرنا ہے کیونکہ اللہ تو بندے کے احوال کو جانتا ہے لہٰذا بندے نے جو اچھا بُرا کرنا تھا ربّ نے وہی تقدیر میں لکھ دیا۔

ساتواں جزء ہے: مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔

مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کو قرآن مجید میں واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

وَ اَنَّ عَلَیۡهِ النَّشۡاَۃَ الۡاُخۡرٰی

اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا (النجم:۴۷)

And that it is for Him the second raising.

قُلۡ یُحۡیِیۡهَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَ هُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمُ

تم فرماؤ انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔ (یٰس:۷۹)

Say you, He will give life to them,

Who made them the first time.

And He Knows every creation.

قیامت کے دن انبیاء کرام، ملائکہ اور مومنین منکرینِ قیامت سے کہیں گے:

فَهٰذَا یَوۡمُ الۡبَعۡثِ

تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا (الروم:۵۶)

This then is Day of Rising up.

دلائل سے ثبوت کے بعد اب ہم چلتے ہیں اس کی تفصیل کی جانب تا کہ اپنے عقائد کی اصلاح کریں۔

ایمانِ مُفَصَّل

Seven Articales of Iman

اٰمَنۡتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡقَدۡرِ

خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

ایمانِ مُفَصَّل کی وضاحت

ایمانِ مُفَصَّل: اس میں ایمان کے تمام جزیات کو تفصیلی طور پر بیان کیا گیا ہے، کیونکہ یہ جاننا مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے کہ کن کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے، لہٰذا ہم اس کتاب میں ایمانِ مُفَصَّل کے تمام جزیات کی تفصیلات کو سوالاً جواباً بیان کریں گے، تاکہ سمجھنے والے کو آسانی ہو، اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں کماحقہٗ وضاحت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کشادگیٔ رزق کے لئے

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (طلاق: ۲،۳)

خاصیت: فراخیٔ رزق کے لئے اور جس مہم میں چاہے اس کو پڑھا کرے ان شآءاللہ عزوجل تنگ دستی دور ہو جائے گی اور مہم آسان ہو گی۔

پہلا بنیادی عقیدہ

اللہ تعالیٰ پر ایمان

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ

میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا

اللہ تعالیٰ سے متعلق کیا عقیدہ ہونا چاہیے

سوال: اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟

جواب: (۱) اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے، نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اس کی بی بی، نہ اُس کے کوئی اولاد اور نہ اُس کا کوئی ہمسر و برابر ہے۔ جیسا کہ سورۂ اخلاص میں مذکور ہے

(۲) اللہ تعالیٰ کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں والی ہے۔ وہ ہر قسم کے عیب و نقص اور کمزوری سے بری اور پاک ہے۔ وہ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جس سے عیب یا نقص یا کسی دوسری چیز کی طرف احتیاج (حاجت) لازم آئے۔

(۳) وہ بے پروا ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

(۴) وہی سب سے اول ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا اور وہی سب سے آخر ہے۔ یعنی جب کچھ نہ ہوگا جب بھی وہ رہے گا اور اس کی تمام صفتیں اس کی ذات کی طرح ازلی و ابدی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

(۵) وہ حیّ وقیّوم ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندگی بخشے (زندہ کرے) اور جب چاہے موت دے۔

(۶) وہ قدیر ہے ہر چیز پر قادر ہے، بڑی طاقت اور قدرت والا ہے جو چاہے اور جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں۔

(۷) وہ سمیع ہے، ہر پکارنے والے کی پکار اور آواز سنتا ہے، زمین پر چیونٹی کے چلنے کی آہٹ اور مچھر کے پَروں کی آواز تک وہ سنتا ہے۔

(۸) وہ بصیر ہے یعنی ہر چیز کو دیکھتا ہے، کوئی چیز اندھیرے میں ہو اُجالے

میں ہو، نزدیک ہو یا دور ہو، بڑی ہو یا چھوٹی ہو، اس سے چھپی ہوئی نہیں۔

(۹) وہ علیم ہے یعنی ہر چیز کی اُس کو خبر ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے سب اللہ کے علم میں ہے۔ ہماری گفتگو، ہماری نیتیں، ہمارے ارادے جو ہمارے سینوں میں پوشیدہ (چھپے ہوئے) ہیں سب اسے معلوم ہیں۔ ایک ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں۔

(۱۰) تمام چیزیں اسی کے ارادہ اختیار سے ہیں جس کو چاہتا ہے وہی چیز ہوتی ہے اور وہ جسے نہ چاہے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس کی مشیت (ارادے) کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا، پرندہ پَر نہیں مار سکتا۔ کوئی ذرّہ بغیر اس کے حکم کے ہل نہیں سکتا۔

(۱۱) وہی ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اسی نے پیدا کیا، سوائے اللہ کے اور کوئی کسی چیز کا خالق نہیں، وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے، ہر چھوٹی بڑی چیز اُسی کی مخلوق، اس کی پیدا کی ہوئی ہے، جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے ''کن'' کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔

(۱۲) وہی رزّاق ہے، چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو رزق پہنچاتا ہے اور روزی دیتا ہے، وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے، وہی رب العالمین ہے۔

(۱۳) وہ کلام بھی کرتا ہے، تمام آسمانی کتابیں اور قرآن کریم سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کس چیز سے دیکھتا اور سنتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفتیں بھی اس کی شان کے مطابق ہیں، بیشک وہ سنتا ہے دیکھتا ہے، کلام کرتا ہے مگر ہماری طرح دیکھنے کے لیے آنکھ کا، سننے کے لیے کان کا اور کلام کرنے کے لیے زبان کا محتاج نہیں۔ وہ بے کان کے سنتا ہے، اور اس کے سننے کے لیے ہوا کے

واسطے کی بھی ضرورت نہیں، بے آنکھ کے دیکھتا ہے اور دیکھنے کے لیے روشنی کا بھی محتاج نہیں، بے زبان کے بولتا ہے اور اس کا کلام آواز و الفاظ سے بھی پاک ہے۔

ذاتِ الٰہی وصفاتِ الٰہی

سوال: سارے عالم کا خالق ومُربّی اور مدبر و مالک کون ہے؟

جواب: وہ ایک اللہ ہے، وہی ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ساری کائنات کا نظام تربیت اسی کے ہاتھ میں ہے وہی ساری مخلوق کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نشو ونما دیتا اور اسے مرتبہ کمال تک پہنچاتا ہے مُربّی کے یہی معنی ہیں، وہی مدبر ہے کہ دنیا کے قیامت تک ہونے والے کاموں کو اپنے حکم وامر اور اپنے قضاء قدرے سے تدبیر فرماتا ہے۔ زمین وآسمان اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔ ہم سب عبد محتاج ہیں اور تمام تر اسی کی ملک، ہم خود بھی اور ہماری ہر چیز بھی اس کی مملوک ہیں۔ زمین وآسمان کے یہ سارے کارخانے جو دنیا کے ہر طلسم سے بڑھ کر حیرت انگیز اور انسانی سائنس کے ہر شعبہ سے عجیب تر ہیں، بجائے خود اس کی دلیل ہیں کہ نہ یہ اپنے آپ وجود میں آسکتے ہیں نہ باقی رہ سکتے ہیں جب تک کوئی قادر مطلق ہستی ان کی صانع وخالق اور مربّی ومدبر نہ ہو اور وہ ایک اللہ واحد قہّار عزّت وجلالت والا ہے۔

سوال: اللہ کے معنی کیا ہیں؟

جواب: اللہ خدا کے لیے اسم ذات ہے جو واجب الوجود ہے اور ہر کمال وخوبی کا جامع اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقص ہے، پاک ہے، تمام صفات کمالیہ اس میں موجود ہیں۔

صفتِ کمالیہ

سوال: صفاتِ کمالیہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: خدائے تعالیٰ واجب الوجود ہے اس کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں سے آراستہ اور ہر قسم کے عیوب و نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے، تو اس کمال ذاتی کے لیے جن جن صفات سے اس کی ذات کا متصف ہونا ضروری ہے۔ ان صفات کو صفات کمالیہ کہتے ہیں۔

سوال: صفاتِ کمالیہ کتنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات میں بہت سی صفتیں ہیں جن میں اہم صفتیں نَو ہیں۔ باقی صفات انہی نو صفتوں میں سے کسی نہ کسی کے تحت آجاتی ہیں اور وہ نَو صفتیں یہ ہیں۔

(۱) حیاۃ (۲) قدرت (۳) ارادہ و مشیت (۴) علم (۵) سمع (۶) بصر (۷) کلام (۸) تکوین و تخلیق (۹) رزاقیت

(۱) حیاۃ

سوال: حیات کے کیا معنی ہیں؟

جواب: وہ حی ہے یعنی خود زندہ ہے اور تمام چیزوں کو زندگی بخشنے والا، پھر جب چاہتا ہے ان کو فنا کر دیتا ہے۔

(۲) صفتِ قدرت

سوال: صفت قدرت کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ قدیر ہے اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں، جو چاہے وہ کرے، معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم، فقیر کو بادشاہ اور

بادشاہ کو فقیر کردے جس چیز میں جو خاصیت یا اثر چاہے پیدا کردے اور جب چاہے وہ اثر نکال لے اور دوسرا خاصہ اور تاثیر پیدا کردے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن کریم میں ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (النساء:۸۷)

And who is more truthful in his word than Allah.

یعنی اس سے زیادہ سچا کوئی نہیں اس لئے کہ اس کا کِذب ناممکن ومحال ہے کیونکہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ پر محال ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔

یعنی عیب ونقصان کا اس میں پایا جانا محال ہے، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اس پر محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے۔

(۳) ارادہ ومشیت

سوال: ارادہ ومشیت کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مُرِید ہے یعنی اس میں ارادہ کی صفت پائی جاتی ہے، اس کی مشیت وارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے ہی سے تصرف فرماتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم

میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے

ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے (یٰس:۸۲)

For Him is this only that whenever He intends any thing, then He says to it, 'Be' and it becomes at once.

اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ کے ماتحت ہی ہر چیز کا ظہور ہوتا ہے۔ اس پر کوئی چیز واجب وضروری نہیں کہ جس کے کرنے پر مجبور ہو۔ مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے جو چاہے حکم دے۔

(۴) صفتِ علم

سوال: صفت علم کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ علیم ہے یعنی اس کو صفت علم حاصل ہے اس کا علم ہر شے کو محیط ہے، ہر چیز کی اس کو خبر ہے، جو کچھ ہو رہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے، پوری تفصیل کے ساتھ ان سب کو ازل میں جانتا تھا، اب جانتا ہے اور اب تک جانے گا۔ اشیاء بدلتی ہیں اس کا علم نہیں بدلتا، ایک ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں، اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں، وہ غیب وشہادت سب کو یکساں جانتا ہے۔ علم ذاتی اس کا خاصہ ہے۔

(۶،۵) صفتِ سَمْع وَبَصَر (یعنی سننے اور دیکھنے کی صفت)

سوال: صفت سَمْع وبَصَر سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے یعنی اس میں صفت سماعت وصفت بصارت ہے۔ ہر پست سے پست آواز تک کو سنتا ہے اور ہر باریک سے باریک شئے کو جو کہ خوردبین سے بھی محسوس نہ ہو، وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔ سمع کے معنی سننا اور بصر کے معنی دیکھنا ہے۔

(۷) صفتِ کلام

سوال: صفتِ کلام سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ متکلم ہے یعنی اس کو کلام کرنے کی صفت حاصل ہے، جس چیز کو چاہتا ہے خبر دیتا ہے، انبیاء سے جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جس طرح وہ بے کان کے سنتا ہے اور بے آنکھ کے دیکھتا ہے اسی طرح وہ بغیر زبان کے بولتا ہے کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک۔ اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور مثل دیگر صفات کے اس کا کلام بھی قدیم ہے۔ تمام آسمانی کتابیں اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے اور مصاحف میں لکھتے ہیں۔ اسی کا کلام قدیم بلا صوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا، لکھنا، سننا اور حفظ کرنا حادث ہے، اور جو ہم نے پڑھا، لکھا اور سنا اور جو ہم نے حفظ کیا وہ قدیم ہے۔

سوال: یہ سات صفات جو اوپر گزریں انہیں کیا کہتے ہیں؟

جواب: (۱) حیات (۲) قدرت (۳) سمع (۴) بصر (۵) علم (۶) ارادہ (۷) کلام، یہ ساتوں صفات اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کہلاتی ہیں۔

(۸) تکوین وتخلیق

سوال: تکوین وتخلیق سے کیا مراد ہے؟

جواب: تکوین وتخلیق سارے جہان کو پیدا کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ سارے جہان کا خالق ہے یعنی تمام عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور آئندہ بھی ہر چیز وہی پیدا کرے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا ذرّہ اور عالم کا مادہ (آگ، پانی، ہوا، مٹی، جنہیں اربع عناصر کہتے ہیں) سب اسی کی مخلوق ہے۔ چیزوں کے پیدا کرنے میں وہ کسی چیز کا محتاج نہیں، نہ اُس کو کسی مدد کی ضرورت ہے جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو کُن (ہوجا) کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔ انسانوں کے کام اور عمل بھی سب اس کے مخلوق ہیں، ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کیئے ہوئے ہیں۔

مارنا، جلانا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا وغیرہا صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں یہ سب صفات تکوین کی تفصیل ہیں۔

(۹) صفتِ رزّاقیت

سوال: صفت رزّاقیت سے کیا مُراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہی تمام ذی روح کو رزق دینے والا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو وہی روزی دیتا ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمّہ کرم پر نہ ہو (ھود:٦)

یعنی وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے۔ وہی ساری کائنات کی تربیت فرماتا اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ بتدریج اس کے کمال مقدار تک پہنچاتا ہے۔ وہ رب العالمین

ہے۔یعنی تمام عالم کا پرورش کرنے والا حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے۔ ملائکہ وغیرہم وسیلے اور واسطے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کن صِفات سے پاک ہے؟

وہ جاہل نہیں ۔۔۔ بے اختیار و بے کس نہیں ۔۔۔ کسی بات سے معذور و عاجز نہیں ۔۔۔ اندھا نہیں ۔۔۔ بہرا نہیں ۔۔۔ گونگا نہیں ۔۔۔ ظالم نہیں ۔۔۔ مجسم یعنی جسم والا نہیں ۔۔۔ اسی طرح زبانی ومکانی، جہت ومکان وزمان وحرکت وسکون وشکل وصورت اور تمام حوادث سے پاک ہے۔

کھانے پینے اور تمام حوائج بشری (انسانی حاجتوں) اور ہر قسم کے تغیّر وتبدّل ،اور ہر قسم کی محتاجی سے پاک ہے۔نہ وہ کسی چیز میں سرایت کئے ہوئے ہے کہ کسی چیز میں سما جائے، نہ اس میں کوئی چیز سرایت کئے ہوئے کہ اس میں پیوست ہو جائے، یونہی اس کی ذوات کسی کے ساتھ متحد بھی نہیں جیسے کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے۔نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ کسی کا بیٹا، نہ اس کے لیے بی بی ہے، نہ اس کا کوئی ہمسر وبرابر۔

دیدارِ الٰہی عزّ وجلّ

سوال: خدائے تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے یا نہیں؟

جواب: دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے جس سے اہلِ جنت کی آنکھیں روشن ہوں گی اور دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انہیں کوئی نعمت ودولت پیاری نہ ہوگی۔رہا قلبی دیدار یا خواب میں تو یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کے لیے بھی

حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ یہ دولت ہمیں بھی میسر فرمائے۔ آمین!

اللہ محتاج نہیں

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے افعال میں کسی غرض یا سبب کی احتیاج ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ہر عمل میں کثیر حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کی تفصیل وہی خوب جانتا ہے، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کے لیے کوئی غرض نہیں۔

اس نے اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے سبب بنا دیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں، دن کو پہاڑ نہ سوجھے، کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔

کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے ڈالا، کوئی پاس بھی نہ جا سکتا تھا، اسے ارشاد ہوا، اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر اور وہ آگ گلزار بن گئی۔

اولاد کے لئے دعا

رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ O

خاصیت: جس کو اولاد سے مایوسی ہو وہ (پارہ ۳ سورۂ آل عمران، آیت ۳۸) کو پڑھا کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی برکت سے فرزند صالح عطا فرمائے گا۔ ان شآء اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ۔

﴿دوسرا عقیدہ﴾

فرشتوں پر ایمان

وَمَلٰئِكَتِهٖ

اور میں ایمان لایا اللہ کے فرشتوں پر

سوال: ملائکہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: ملائکہ جمع ہے مَلک کی اور مَلک فرشتے کو کہتے ہیں۔

فرشتے کون ہیں؟

سوال: فرشتے کون ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کے ایمان دار، عبادت گزار اور مکرم (عزت والے بندے ہیں جن کے جسم نورانی ہیں یعنی وہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں، معصوم ہیں اور خدا کے فرمانبردار، خدا کی نافرمانی اور گناہ نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے، قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ

جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں (التحریم:٦)

who disobey not the Commands of Allah

and do what they are commanded.

فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ خدا کی عبادت و بندگی ان کی غذا ہے۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال: کیا فرشتوں کی کوئی خاص صورت ہوتی ہے؟

جواب: نہیں! فرشتوں کی کوئی خاص صورت نہیں، صورت اور بدن ان کے حق میں ایسا ہے کہ جیسے ہمارے لیے ہمارا لباس، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کرلیں۔ ہاں قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بازو ہیں، جیسا کہ فرمایا گیا:

وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ

اور بیشک ہم پَر پھیلائے حکم کے منتظر ہیں (الصّٰفّٰت:۱۶۵)

And undoubtedly, we wait for

the command spreading our wings.

لٰہذا فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

ملائکہ میں کون سب سے افضل ہے

سوال: ملائکہ میں کون سب سے افضل ومقرب ہے؟

جواب: حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام تمام ملائکہ سے افضل ومقرب ہیں۔

سوال: ان چاروں مقرب فرشتوں کے بعد کس کا مرتبہ ہے؟

جواب: ان چاروں کے بعد حاملان عرش کا مرتبہ ہے، پھر عرش معلّٰی کے طواف کرنے والوں کا، پھر ملائکہ کرسی کا، ان کے بعد ساتوں آسمانوں کے ملائکہ کا درجہ بدرجہ مرتبہ ہے۔ ان کے بعد وہ فرشتے ہیں جو اَبر وہوا پر مامور ہیں۔ بادل چلاتے اور پانی لاتے ہیں۔ ان کے بعد ان فرشتوں کا مرتبہ ہے جو پہاڑوں اور دریاؤں پر مؤکل ہیں اور ان کے بعد اور دوسرے فرشتے ہیں۔

فرشتے معصوم کیوں؟

سوال: فرشتوں کو معصوم کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں گناہ اور برائی کرنے کی قوت ہی نہیں رکھی ان سے خدا کی نافرمانی ممکن ہی نہیں اسی لیے انہیں معصوم کہتے ہیں۔

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ

جواللہ کاحکم نہیں ٹالتے (التحریم:٦)

who disobey not the Commands of Allah

فرشتوں کی تعداد

سوال: فرشتوں کی تعداد (گنتی) کل کتنی ہے؟ اللہ

جواب: فرشتے بے شمار ہیں، اُن کی تعداد وہی جانے جس نے انہیں پیدا کیا یا اس کے بتائے سے اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کی پیدائش روزانہ جاری ہے، ہر روز بے شمار پیدا ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ نیک کلام، اچھا کام فرشتہ بن کر آسمان کو بلند ہوتا ہے۔

سوال: مشہور فرشتے کتنے ہیں؟

جواب: چار فرشتے بہت مشہور ہیں اور بہت عظمت رکھتے ہیں۔

(١) حضرت جبرائیل علیہ السلام، ان کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی لانا ہے۔

(٢) حضرت میکائیل علیہ السلام، پانی برسانے اور خدا کی مخلوق کو روزی پہنچاتے ہیں۔

(٣) حضرت اسرافیل علیہ السلام، جو قیامت کو صور پھونکیں گے۔

(٤) حضرت عزرائیل علیہ السلام جنہیں روح قبض کرنے یعنی لوگوں کی جان نکالنے کی خدمت سپرد کی گئی ہے، بے شمار فرشتے ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

51.jpg

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ

تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔(السجدۃ:۱۱)

Say you, 'the angel of death who has been appointed over you causes you to die, then you shall be returned to your Lord'.

دیگر فرشتوں کا تعارف

سوال: دیگر فرشتے کن کاموں پر مقرر ہیں؟

جواب: ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں اور جداگانہ کاموں پر مقرر ہیں بعض جنت پر، بعض دوزخ پر، کسی کے ذمہ آدمیوں کے نامۂ اعمال لکھنا ہے تو کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا، بعض کے متعلق قبر میں مُردوں سے سوال کرنا ہے تو بعض کے متعلق عذاب کرنا، کوئی دربار رسول میں حاضری پر مقرر ہے اور کوئی مسلمانوں کے درود و سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے اور کوئی میلاد شریف وغیرہ ذکر خیر کی مجلسوں میں حاضری دیتا ہے۔

سوال: نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کا کیا نام ہے؟

جواب: انہیں کراماً کاتبین کہتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ

معزّز لکھنے والے کہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔ (انفطار:۱۱،۱۲)

Honourable, scribes.They know what you do.

نیکی اور بدی کے لکھنے والے فرشتے علیحدہ علیحدہ ہیں۔اور نہ صرف یہ بلکہ دن اور رات کے بھی جدا جدا ہیں، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فرشتے سب جانتے ہیں جو کچھ ہم کرتے ہیں۔

سوال: قبر میں سوال کرنے والے فرشتے کون سے ہیں؟

جواب: یہ دو فرشتے ہیں۔ ان میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ اُن کی شکلیں بڑی ہیبت ناک (ڈراؤنی) ہوتی ہے۔

سوال: کیا فرشتے کسی کو نظر بھی آتے ہیں؟

جواب: ہمیں تو نظر نہیں آتے مگر جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں جیسے انبیاء اللہ (خدا کے پیغمبر) انہیں دیکھتے اور ان سے کلام کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیثِ جبرائیل میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ

یہ جبرئیل تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ (صحیح بخاری: رقم ۴۸)

ہاں موت کے وقت مسلمان رحمت کے فرشتے اور کافر عذاب کے فرشتے دیکھ لیتا ہے۔

جو فرشتوں کو نہ مانے؟

سوال: جو شخص فرشتوں کو نہ مانے وہ کون ہے؟

جواب: فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے

سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کفر ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر۔

بشر افضل ہیں یا فرشتے؟

سوال: بشر افضل ہے یا فرشتے؟

جواب: ایک اصول یاد رکھ لیں: عام بشر افضل ہے عام ملائکہ سے اور فرشتوں میں جو رسول ہیں وہ عام بشر سے افضل ہیں اور بشر کے رسول افضل ہیں فرشتوں کے رسول سے۔

جِن کس کو کہتے ہیں؟

سوال: جن کس کو کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق جنات ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں (الذّٰریات:۵۶)

And I have created the Jinn and the men only for this that they may worship Me.

جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے، یہ قوم انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح واجسام (روح وجسم) والی ہے۔ ان میں نسل بڑھانے کی صلاحیت ہوتی ہے اور کھاتے پیتے جیتے مرتے بھی ہیں۔ ان کی عمریں بہت ہوتی ہیں۔

سوال: جنوں کی صورت کیسی ہوتی ہے؟

جواب: جنوں میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں،

54.jpg

حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں کسی کسی کے پَر بھی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں اور بعضے سانپوں اور کتوں کی شکل میں گشت کرتے پھرتے ہیں اور بعض انسانوں کی طرح رہتے سہتے ہیں لیکن اکثر ان کی رہائشگاہ، بیابان یا ویران مکان اور جنگل اور پہاڑ ہیں۔

ابلیس کون ہے؟

سوال: ابلیس کون ہے؟

جواب: شریر جنوں کو شیطان کہتے ہیں۔ ان تمام شیطانوں کا سرکردہ ابلیس ہے۔ یہ بہت بڑا عابد، زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار ہوتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس نے غرور میں آ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے وہ راندۂ بارگاہ الٰہی ہوا اور ہمیشہ کے لیے مردود کیا گیا۔ اس کی ذرّیت (اولاد) بھی ہے اور وہ بھی اس کی طرح مردود، یہ سب شیطان ہیں اور انسان کو بہکانا ان کا کام ہے۔

ہر قسم کے درد کے لئے

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ط وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا O

(بنی اسرائیل : ۱۰۵)

خاصیت : ہر مرض اور ہر درد کے واسطے مقامِ مرض پر ہاتھ رکھ کر ان آیتوں کو پڑھ کر تین مرتبہ دم کریں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد صحت یابی نصیب ہوگی۔

﴿تیسرا عقیدہ﴾

آسمانی کتب پر ایمان

وَكُتُبِهٖ

اور میں ایمان لایا اُس کی کتابوں پر

سوال: آسمانی کتاب کا کیا مطلب ہے؟

جواب: خدا کی کتاب جو اُس نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اُتاری جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں (البقرۃ:۱۸۵)

The direction for the people and guidance and clear signs of judgement

تا کہ بندے اللہ اور اس کے رسولوں کو جانیں اور ان کی مرضی وحکم کے مطابق کام کریں۔

آسمانی کُتب اور صحیفے

سوال: اللہ تعالیٰ نے کل کتنی کتابیں اتاریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے چار بڑی آسمانی کتابیں اُتاریں چار جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرمائیں:

(۱) توریت......حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری۔

توریت میں ہزار سورتیں ہیں اور ہر سورت میں ہزار آیتیں ہیں۔

(۲) زبور......حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی۔

زبور میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں۔

(۳) انجیل......حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی۔

(۴) قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول

محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی گئی۔ جس میں ۱۱۴ سورتیں ہیں۔

اس کے علاوہ تقریباً سو صحیفے اور بھی ہیں جن کا ذکر مفسّرین کرام نے فرمایا ہے: وہ مندرجہ ذیل ہیں:

پچاس (۵۰) صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر،

تیس (۳۰) حضرت ادریس علیہ السلام پر،

دس (۱۰) حضرت آدم علیہ السلام پر،

دس (۱۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔

(تفسیر خزائن العرفان: سورۂ بقرۃ: آیت ۱۷۷)

ان تمام کتب وصحائف پر ایمان لانا فرض ہے۔

صحیفہ کسے کہتے ہیں؟

سوال: صحیفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مخلوق کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی چھوٹی چھوٹی کتابیں یا ورق جو قرآن شریف سے پہلے اتارے گئے انہیں صحیفے کہتے ہیں۔ ان صحیفوں میں اچھی اچھی مفید نصیحتیں اور کارآمد باتیں ہوتی تھیں۔

صحیفوں کا ذکر

سوال: کیا قرآنِ کریم میں صحیفوں کا ذکر موجود ہے؟

جواب: جی ہاں! بالکل موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ

ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر آئے (فاطر:۲۵)

There came to them their Messengers with clear proofs and with the scriptures and the shining Book.

اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لے کر صحائف کا ذکر فرمایا:

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى

بے شک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (الاعلیٰ:۱۸،۱۹)

Undoubtedly, this is in the ancient Books.
In the scriptures of Ibrahim and Musa.

سوال: ان کتابوں میں سب سے افضل کون سی کتاب ہے؟

جواب: چار کتابیں بہت مشہور ہیں، توریت، زبور، انجیل، اور قرآن کریم۔
ان میں قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے۔

سوال: جب یہ کتابیں سب کلام اللہ ہیں تو قرآنِ کریم کے افضل ہونے کے کیا معنی ہوئے؟

جواب: کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زیادہ ہے۔ (شرح عقائد و نبراس ص۱۰۰، ۴۶۵)

چاروں کُتب کی زبانیں

سوال: یہ چاروں کتابیں کس زبان میں نازل ہوئیں؟

جواب: یہ چاروں کتابیں تین زبانوں میں نازل ہوئیں، تفصیل یہ ہے:

توریت عبرانی زبان میں،

زبور	عبرانی زبان میں،
انجیل	سریانی زبان میں،
قرآن کریم	عربی زبان میں نازل ہوا۔

بقیہ آسمانی کُتب آج کس حالت میں ہیں؟

سوال: کیا قرآن کریم کے سوا باقی کتابیں آج کل صحیح حالت میں موجود ہیں؟

جواب: جی نہیں آج روئے زمین پر قرآن کریم کے سوا صحیح توریت، صحیح انجیل، اور صحیح زبور کہیں نہیں پائی جاتی۔ عیسائی یہودی اور اگلی امت کے شریروں نے اپنی خواہش کے مطابق اس میں کمی بیشی کردی تو وہ جیسی اتری تھیں ویسی ان کے ہاتھوں میں باقی نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ

اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں۔ (مائدہ:۴۱)

They change the words of

Allah from their places.

سوال: موجودہ توریت وانجیل کو کس طرح مانا جائے؟

جواب: جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ قرآن کریم کے مطابق ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے اور مان لیں گے اور اگر ہماری کتاب کے خلاف ہے تو ہم یقین جانیں گے کہ یہ ان شریروں کی تحریف ہے کہ انہوں نے کچھ کا کچھ کردیا۔ ایسی صورت میں ہمیں حکم ہے کہ ہم نہ اس کی تصدیق کریں نہ انکار بلکہ یوں کہیں:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔(نبراس:ص۳۶۵)

خود اللہ قرآنِ کریم کا محافظ ہے

سوال: کیا قرآن شریف میں کمی بیشی ہوسکتی ہے؟

جواب: نہیں، چونکہ یہ دین ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔قرآن کریم واحد وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمّہ مالکِ کائنات نے خود لیا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔(حجر:۹)

No doubt, We have sent down this Quran,

and We most surely are its Guardian.

اس لیے اس میں کسی حرف یا نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی نہ کوئی اپنی خواہش سے اس میں گھٹا بڑھا سکتا ہے اگر چہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہوجائے۔

سوال: جس کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن کریم میں کمی بیشی جائز ہے وہ کون ہے؟

جواب: جو یہ کہے کہ قرآن شریف کا ایک حرف بھی کسی نے کم کردیا یا بڑھا دیا، یا بدل دیا وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

کُتبِ سماوی

سوال: کتبِ سماوی کسے کہتے ہیں؟

جواب: کتبِ سماوی کا مطلب ہے آسمانی کتابیں یعنی وہ صحیفے اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی رہنمائی کے لیے اپنے نبیوں پر اتاریں۔ یہ سب کلام اللہ ہیں اور حق ہیں، ان میں جو کچھ ارشاد ہوا، سب پر ایمان ضروری ہے۔

قرآنِ عظیم کا کھلا چیلنج

سوال: کیا قرآن شریف جیسی کوئی اور کتاب پائی جاسکتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں! قرآن شریف بے مثل کتاب ہے جو بے مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی۔ نبیِّ اُمّی ﷺ نے اس کتاب کو عرب جیسی قوم کے سامنے پیش کیا اُسے اپنی نبوت کی دلیل ٹھہرایا اور صاف اعلان فرمادیا کہ اس جیسی کتاب لے آؤ!

پہلا چیلنج: اس جیسی کتاب لے آؤ!

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار رہو۔

(بنی اسرائیل:۸۸)

Say you, 'if the men and Jinn all agreed together to bring the like thereof, though in them one may be helper of other.

جب وہ عاجز رہے تو فرمایا:

دوسرا چیلنج: دس سورتیں لے آ ؤ!

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ

تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آ ؤ۔ (ھود:۱۳)

Bring then ten verses the like of it.

پھر بھی وہ نہ لا سکے تو فرمایا:

تیسرا چیلنج: ایک سورت لے آ ؤ!

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

تو اس جیسی ایک سورت تو لے آ ؤ۔ (البقرة:۲۳)

Then bring one chapter like it

اور جب وہ ایک سورت بھی نہ لا سکے تو فرمایا:

چوتھا چیلنج: ایک آیت ہی لے آ ؤ!

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ

تو اس جیسی ایک بات تو لے آ ئیں اگر سچے ہیں۔ (طور:۳۴)

Then let them bring a single discourse like this, if they are truthful.

لیکن دنیا جانتی ہے کہ یہ کلام سن کر ان کی عقلیں چکرا گئیں، ہوش اڑ گئے، خود سے بخود ہو گئے، بڑے بڑے فصحاء اُنگشتِ بدَنداں رہ گئے لیکن وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اگر وہ کچھ کر سکتے تو اس ذلت و رسوائی کو کیوں گوارا

کرتے کہ انہیں اوران کے معبودوں کو دوزخ کا ایندھن بتایا جارہا تھا، تو جب اہل عرب کے فصحاء و بلغاء اس جیسی اور کوئی سورت بلکہ آیت بھی نہ لا سکے تو دوسرا کون اس کا مقابلہ کرسکتا ہے۔۔۔؟

تورات وانجیل پر عمل کرنا کیسا؟

سوال: تورات وانجیل وغیرہ دوسری کتابوں پر ہم عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں! اس لیے کہ اول تو یہود ونصاریٰ نے ان میں تحریفیں کر دیں یعنی اپنی خواہش سے گھٹا بڑھا دیا اس لیے یہ کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں ویسی ملتی ہی نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے لہٰذا ہم اگر یہ فرض بھی کرلیں کہ صحیح تورات وانجیل اس وقت بھی موجود ہیں تو بھی ان کتابوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔قرآن کریم میں وہ سب کچھ ہے جس کی حاجت بنی آدم کو ہوتی ہے۔

سب سے بڑی دلیل رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ ناراضگی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے تورات کے کچھ اوراق پیش کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ کا غضب سے چہرہ متغیر ہوگیا اور ارشاد فرمایا:

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم پر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرتے تو راہ راست سے بھٹک جاتے اور اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہوتے اور میری نبوت کے ظہور کے زمانے کو پاتے تو میری پیروی کرتے۔(تفسیر ابن کثیر: ج۲ص۵۴۳)

منسوخ کے مطلب کی وضاحت

سوال: منسوخ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت کے لیے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے۔ جب یہ میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہو جاتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور درحقیقیت دیکھا جائے تو اس کے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا، پہلے حکم کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ کہتے ہیں۔

سوال: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حکم منسوخ کیا گیا وہ باطل نہیں ہوتا اور جو اسے باطل کہے وہ کون ہے؟

جواب: منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں۔ یہ بہت سخت بات ہے۔ کیونکہ باطل ضِد ہے حَق کی اور احکامِ خداوندی سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

سوال: جس ترتیب پر آج قرآن موجود ہے کیا ایسا ہی نازل ہوا تھا؟

جواب: جی نہیں: نزول وحی کے وقت یہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے۔ کیونکہ قرآن مجید تیئیس برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسبِ حاجت نازل ہوا۔ جس حکم کی حاجت ہوتی اسی کے مطابق سورت یا کوئی آیت نازل ہو جاتی۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ نزول کی ترتیب اور تھی اور موجودہ ترتیب اور ہے۔

قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب

سوال: قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب کس طرح عمل میں آئی؟

جواب: قرآنِ عظیم متفرق آیتیں ہو کر اترا۔ کسی سورت کی کچھ آیتیں اُترتیں پھر

دوسری سورت کی آیتیں آتیں، پھر پہلی سورت کی آیتیں نازل ہوتیں، جبریل علیہ السلام اس کا مقام بھی بتادیتے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں آیت سے پہلے رکھی جائیں۔

اس طرح قرآنِ عظیم کی سورتیں اپنی اپنی آیتوں کے ساتھ جمع ہو جاتیں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی ترتیب سے اسے نمازوں، تلاوتوں میں پڑھتے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یاد کر لیتے۔ غرض قرآنِ عظیم کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام کے بیان کے مطابق اور لوحِ محفوظ کی ترتیب کے موافق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں واقع ہوئی تھی۔

مکّی/مدَنی سورتیں

سوال: مکی سورتوں اور مدنی سورتوں کا کیا مطلب ہے؟

جواب: وہ سورتیں جو مکہ معظّمہ میں اور اس کے اطراف میں نازل ہوئی ان کو مکی کہتے ہیں اور جو مدینہ منورہ اور اس کے قرب وجوار میں نازل ہوئیں ان کو مدنی کہتے ہیں۔

سوال: مکی اور مدنی سورتوں کے مضمون میں کیا فرق ہے؟

جواب: باعتبار مضامین کے مکی اور مدنی سورتوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ مکی سورتوں میں عموماً اصولی عقائد یعنی توحید ورسالت اور حشر ونشر کا بیان ہے۔

اور مدنی سورتوں میں اعمال کا ذکر ہے مثلاً وہ احکام جن سے اخلاق درست ہوں اور مخلوق کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ معلوم ہوں۔

قرآنِ مجید سے متعلق مفید معلومات

سوال: قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: قرآنِ مجید کا تعارف قرآن کی زبان میں سنیئے:

نام

هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ

وہ کمالِ شرف والا قرآن ہے (سورۂ بروج، آیت ۲۱)

But it is a glorious Quran.

مقاصد

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن بات۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۵)

The direction for the people and guidance and clear signs of judgement

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

(قرآن) اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ان پر محافظ و گواہ۔ (سورۂ مائدہ، ۴۸)

Confirming the Books preceding it and as a protector and witness over them.

زبان

اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

اس قرآن کو عربی میں نازل کیا۔ (سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱۳)

We have sent it down the Quran in Arabic

حفاظت

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (حجر،۹)

No doubt, We have sent down this Quran,

and We most surely are its Guardian.

کس نے نازل کیا

اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری (البقرۃ:۱۷۶)

Allah sent down the Book with truth.

کس پر نازل کیا

نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ

جو محمّد پر اتارا گیا۔ (سورۂ محمد، آیت ۲)

In what has been sent down upon Mohammad

کس مہینے میں نازل ہوا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۵)

The month of Ramzan in which Quran was sent down

کس رات میں نازل ہوا

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ (سورۂ قدر، آیت ۱)

Undoubtedly, We sent it down in

the blessed and valuable night.

قرآن پڑھنے کا طریقہ

وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (سورۂ مزمل، آیت ۴)

And recite Quran slowly and (thoughtfully).

قرآن سننے کا حکم

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(سورۂ اعراف، آیت ۲۰۴)

And when the Quran is recited, hear it patiently

and be silent so that you may have mercy.

قرآن یاد کرنے کا حکم

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا ٱلْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

(سورۂ قمر، آیت ۱۷)

And verily, We have made Quran
easy for remembering, is there
then any one to remember?

قرآن میں کس شے کا بیان ہے

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

(قرآن میں) ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (سورۂ نحل، آیت ۸۹)

Every thing is clearly explained

تعلیم و تبلیغ

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ

بیشک جس نے تم پر قرآن (کی تعلیم و تبلیغ کو) فرض کیا۔ (سورۂ قصص، آیت ۸۵)

Undoubtedly, He who has made
the Quran binding on you

قرآن سے نصیحت

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ

تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے۔ (سورۂ ق، ۴۵)

Therefore admonish by Quran him who fears My threat.

قرآنِ مجید کا مختصر تعارف

قرآنِ کریم میں ۳۰ پارے ہیں۔سات منزلیں ہیں۔کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔جس میں سے ۸۶ سورتیں مکّی ہیں اور ۲۸ سورتیں مدنی ہیں۔رکوعات کی تعداد ۵۵۸ ہے۔آیات کی تعداد ۶۲۳۶ ہیں۔کل کلمات ۸۰۹۰۶ ہیں۔کل حروف ۳۳۳۲۳۴ ہیں۔احناف کے نزدیک سجدوں کی تعداد ۱۴ ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید کیا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید اللہ کا کلام ہے جو اس نے سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سوال: یہ کیسے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید خدا کا کلام ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کتاب اللہ (خدا کا کلام) ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اعلان فرما رہا ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔(البقرۃ:۲۳)

And if you are in some doubt, concerning what We sent down upon Our special devotee, then bring one chapter like it

لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں مگر اس کے مثل

سورت تو کیا ایک آیت نہ بنا سکے نہ بنا سکیں گے۔

دوسرے مقام پر قرآنِ مجید کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے۔

(یونس:۳۷)

And this is not the attribute of this
Quran, that any one might fabricate
it without being sent down by Allah

لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید کے کلام اللہ ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس جیسا کلام کوئی انسان بنا نہیں سکتا۔

سوال: قرآنِ عظیم میں اللہ تعالیٰ نے کیا خاص بات رکھی ہے؟

جواب: اگلی کتابیں صرف نبیوں ہی کو یاد ہوتیں لیکن یہ قرآنِ عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

(سورۂ قمر، آیت ۱۷)

And verily, We have made
Quran easy for remembering, is there
then any one to remember?

سوال: قرآنِ عظیم کتنے عرصہ میں نازل ہوا؟

جواب: تیئیس سال کی مدت میں پورا قرآنِ مجید نازل ہوا۔قرآنِ کریم کی سورتیں اورآیتیں ضرورت کے مطابق ایک ایک دو دو کر کے اترتی تھیں۔

سوال: قرآنِ مجید پڑھنے میں کتنا ثواب ملتا ہے؟

جواب: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔

جس کے سینہ میں قرآن نہ ہو!

سوال: جو شخص قرآن عظیم پڑھنا نہ سیکھے وہ کیسا ہے؟

جواب: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سینہ میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویرانے مکان کی طرح ہے۔

سوال: قرآن شریف پڑھنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: سنت یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پاک جگہ میں ہو اور مسجد میں زیادہ بہتر ہے۔تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ قبلہ رو (یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے) بیٹھے اور نہایت عاجزی اور انکساری سے سر جھکا کر اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، پڑھنے سے پہلے منہ کو خوب صاف کر لے کہ بدبو باقی نہ رہے۔قرآن شریف کو اونچے تکیہ یا رحل پر رکھے اور تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ لے۔یہ احتیاط کرے کہ بلا وضو قرآن کو ہاتھ نہ لگائے کہ یہ گناہ ہے۔فرمانِ خداوندی ہے:

لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

73.jpg

اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔(واقعہ:۷۹)

Touch it not but with ablution.

بوسیدہ قرآن کریم کا حکم

سوال: قرآن کریم پڑھنے کے قابل نہ رہے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: قرآن کریم جب پرانا بوسیدہ ہوجائے اور اس کے ورق ادھر اُدھر ہوجانے کا خوف ہو اور تلاوت کے قابل نہ رہے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کردیا جائے کہ وہاں کسی کا پیر نہ پڑے اور دفن کرنے میں بھی لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے۔

ہر قسم کی حاجتوں کے لئے

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا O يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا O وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا O

(سورۂ نوح ۱۰ تا ۱۲)

خاصیت : چند شخص حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے کسی نے پانی نہ برسنے کی شکایت کی اور کسی نے اولاد نہ ہونے کی شکایت کی اور کسی نے دوسری حاجتوں کے لئے کہا آپ نے سب کے جواب میں فرمایا کہ استغفار کرو، ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت اسکی کیا وجہ ہے کہ آپ نے سب کو استغفار ہی کے لئے فرمایا آپ نے جواب میں انہیں آیتوں کو پڑھا اور فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اسی آیت کو ارشاد فرمایا ہے اور اگر پوری سورۂ نوح سوتے وقت پڑھ لی جائے تو احتلام سے محفوظ رہے گا۔

74.jpg

چوتھا عقیدہ

انبیاء و رُسُل علیہم السلام پر ایمان

وَرُسُلِهِ

اور میں ایمان لایا اُس کے رسولوں پر

75.jpg

سوال: کیا تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں: اگر چہ ہم نے ان کا تذکرہ سنا ہو یا نہ سنا ہو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرما دیا:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ (نساء:۱۷۱)

Believe in Allah and His Messengers

سوال: رسول کون ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جن برگزیدہ (پاک) بندوں کو اپنے پیغام پہنچانے کے واسطے بھیجا انہیں رسول کہتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔

نبی و رسول میں فرق

سوال: نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: نبی اس عظیم انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔ اور جو نبی نئی شریعت لائے اسے رسول کہتے ہیں۔ اور رسول فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی۔

پیغمبروں اور عام انسانوں میں فرق

سوال: پیغمبروں اور عام انسانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نبی و رسول خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں۔ ان کی نگرانی اور تربیت (پرورش) خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں، عالی نسب، عالی حسب انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچے

ہوئے،خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پرہیز گار، تمام اخلاق حسنہ (نیک عادات) سے آراستہ اور ہر قسم کی برائی سے دور رہنے والے، انہیں عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدر جہا (درجوں) زائد ہے، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل کسی سائنسدان کی فہم وفراست اس کے کروڑویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور کیوں نہ ہو یہ اللہ کے لاڈلے بندے اور اس کے محبوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر ایسی بات سے دور رکھتا ہے جو باعث نفرت ہو۔ اسی لیے انبیاء اللہ کے جسموں کا برص (سفید داغ) جذام (کوڑھ) وغیرہ ایسی بیماریوں سے پاک ہونا ضروری ہے جس سے لوگ گھن کریں۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کا علمِ غیب

سوال: نبیوں کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ (ھود:۴۹)

These tidings of unseen, We reveal to you.

حساب کتاب، جنت و دوزخ، ثواب عذاب، حشر نشر، فرشتے وغیرہ یہ سب غیب کی خبریں نہیں تو اور کیا ہیں؟

یہ یاد رکھیں! کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا علم عطائی (خدا کا عطا کردہ) ہے۔ وہ اللہ کے اذن سے غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کا مرتبہ

سوال: خدا کے دربار میں نبی کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب: تمام انبیاء کو خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی وجاہت اور عزت حاصل ہے۔ انبیاءِ اللہ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ، بلند و بالا ہوتے ہیں، فرشتوں میں بھی ان کے مرتبہ کا کوئی نہیں۔ بڑے سے بڑا ولی ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تعظیم فرض ہے

سوال: جو کسی نبی کی عزت نہ کرے وہ کون ہے؟

جواب: نبی کی تعظیم کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے بلکہ یہ فرض دوسرے تمام فرضوں سے بڑھ کر ہے تو جو شخص کسی نبی کی شان میں کوئی ایسی بات نکالے جس سے ان کی توہین ہوتی ہو وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔ (مائدہ:۱۲)

Believe in My Messengers and pay them respect

سوال: کیا کوئی شخص عبادت سے نبی ہو سکتا ہے؟

جواب: نہیں! نبوت بہت بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی بھی شخص عبادت کے ذریعہ اسے حاصل نہیں کر سکتا چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، ساری زندگی نماز میں گزار دے سارا مال و دولت خدا کی راہ میں قربان کر دے مگر نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت خدا کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے۔

کُل انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تعداد

سوال: کل کتنے انبیاء اللہ تعالیٰ نے بھیجے؟

78.jpg

جواب: نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کر لینا جائز نہیں۔ ہمیں یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ خدا کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال: کیا جن اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب: نہیں! نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور ان میں بھی یہ مرتبہ صرف مرد کے لیے ہے نہ کوئی جن و فرشتہ نبی ہوا اور نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

سوال: کیا نبیوں اور فرشتوں کے سوا کوئی اور بھی معصوم ہوتا ہے؟

جواب: نبیوں اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں، نبیوں کی طرح کسی اور کو معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔

بعض لوگ بچوں کو معصوم کہتے ہیں اس سے اجتناب لازمی ہے۔

سوال: کیا اولیاء اللہ بھی معصوم نہیں؟

جواب: بیشک اولیاء اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت میں جو امام ہیں وہ بھی معصوم نہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے، ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو ناممکن بھی نہیں۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام حکم خداوندی نہیں چُھپاتے

سوال: کیا نبی کسی حکم خداوندی کو چھپا بھی لیتے ہیں؟

جواب: نہیں! اللہ تعالیٰ نے نبیوں پر بندوں کے لیے جتنے احکام اتارے انہوں نے وہ سب کو پہنچا دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (النور:۵۴)

And upon the Messenger, there is no responsibility but to deliver clearly.

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے (التغابن:۱۲)

Then let it be known to you that Our Messenger is only responsible to deliver the Message clearly.

چنانچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور کامل طور پر دِین کی تبلیغ فرمادی۔ (تفسیرِ خزائن العرفان)

یاد رکھیں! جو کہے کہ کسی حکم کو نبی نے چھپائے رکھا یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، وہ کافر ہے۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں

سوال: جو نبی وفات پا چکے انہیں مردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جی نہیں! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں روزی دی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ص ۱۲۱)

لہٰذا تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے اس دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ ایک آن کے لیے ان پر موت آئی پھر بدستور زندہ ہو گئے۔

سوال: دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی کون ہیں؟

جواب: سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں۔ آدم علیہ السلام سے پہلے انسان موجود نہ تھا سب انسان انہیں کی اولاد ہیں اسی لئے آدمی'' کہلاتے ہیں یعنی اولاد آدم، اور آدم علیہ السلام کو''ابوالبشر'' کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔

سب سے پہلے رسول کون ہیں؟

سوال: سب میں پہلے رسول کون ہیں؟

جواب: بعثت کے اعتبار سے سب میں پہلے رسول جو کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے، حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ آپ نے ساڑھے نوسو برس تک تبلیغ کی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَبِثَ فِيهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا

تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا (العنکبوت:۱۴)

Then he stayed among them for a thousand years less fifty years.

مگر چونکہ آپ کے زمانے کے کافر بہت سخت دل اور گستاخ تھے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ آخرکار آپ نے دعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی۔ صرف گنتی کے وہ مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھا بچ گئے باقی سب ہلاک ہوگئے۔

سوال: سب سے آخر میں کون سے نبی تشریف لائے؟

جواب: سب سے آخری نبی جو تمام جہان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے تشریف لائے ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور پر ختم کر دیا کہ حضور کے زمانے میں یا بعد، کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔

مراتبِ انبیاءِ کرام علیہم السلام

سوال: انبیاءِ کرام مرتبے میں برابر ہیں یا کم وبیش؟

جواب: نبیوں کے مختلف درجے ہیں۔ بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ (بقرہ،۲۵۳)

These are messengers! That in them We caused one to excel upon the other.

اور سب میں افضل ، رتبے میں سب سے بلند وبالا ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی لیے آپ کو سید الانبیاء کہا جاتا ہے۔ یعنی سارے نبیوں کے سردار، سب کے سر کے تاج صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال: حضور کے بعد کس کا مرتبہ بڑا ہے؟

جواب: حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا، یہ حضرات خدا کی ساری مخلوق حتّٰی کہ فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔

کون سی باتیں نبی میں نہیں ہوتیں؟

سوال: وہ کیا باتیں ہیں جو کسی نبی میں نہیں ہوتیں؟

جواب: وہ چھ باتیں ہیں۔

1......ولد الزنا ہونا۔

2......بدصورتی۔

3......بے عقلی۔

4......بزدلی۔

5......پست ہمتی۔　　　6......نامردی۔

سوال: نبی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: نبی کی فطرت بہت ہی سلیم ہوتی ہے اور سلامت روی اس کا ایک ذاتی خاصہ ہوتا ہے اسی لیے جو باتیں خدا کو ناپسند ہوتی ہیں ان سے نبی کو نفرت ہوتی ہے اور اگر کوئی موقع پیغمبر کو ایسا پیش آ جاتا ہے جو عام لوگوں کی لغزش کا مقام ہوتا ہے تو وہاں خدائی قدرت کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہو کر اسے بچا لیتی ہے لہٰذا پیغمبر سے گناہ کبیرہ کا صادر ہونا ناممکن ومحال ہے بلکہ ایسے افعال بھی ان سے سرزد نہیں ہوتے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں یا جو خلق کے لیے باعث نفرت ہوں۔

سوال: نبی سے گناہ صغیرہ صادر ہونا ممکن ہے یا نہیں؟

جواب: نبی کے قصد وارادہ سے گناہ صغیرہ کا صادر ہونا بھی ممکن نہیں ہے خواہ قبل نبوت ہو یا بعد نبوت۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام سے متعلق عقیدہ

سوال: انبیاءِ کرام کی لغزش کا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاءِ کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوتِ قرآن اور قرأتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اللہ عزوجل ان کا مالک ہے اور وہ اس کے پیارے بندے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے محبوب بندوں کو جس طرح چاہے تعبیر فرمائے اور یہ اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔

دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا، ورنہ مردود بارگاہ ہوگا۔ بلا تشبیہ یوں خیال کرو کہ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو کسی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے نالائق کہہ دیا تو باپ کو اختیار تھا، اب کوئی دوسرا ان الفاظ کو سند بنا کر یہی الفاظ کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

اور اگر کہے گا تو سخت گستاخ سمجھا جائے گا۔اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کا معاملہ ہے،کوئی اور ان کی شان میں ایسے الفاظ بکنے والا بارگاہ الٰہی سے مردود اور سخت عذاب الٰہی کا مستحق قرار پائے ہوگا۔ایسی جگہ سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسنِ ادب عطا فرمائے۔

نبوّت کو زوال نہیں

سوال: نبی سے نبوت کا زوال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں،کوئی بھی نبی کسی وقت میں نبوت کے منصب سے معزول نہیں ہوتا۔یہ منصب عظیم محض خدا کا عطیہ ہے اور وہ اسی کو دیتا ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے تو جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جانے کافر ہے اس لیے کہ اس سے خدا کی ذات پر حرف آتا ہے۔

کون سے نبی زندہ ہیں؟

سوال: کون کون سے نبی زندہ ہیں؟

جواب: یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو خراب کرے۔'' تو اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں،روزی دیئے جاتے ہیں۔ان پر ایک آن کو محض قرآنی وعدہ کی تصدیق کے لیے موت طاری ہوتی ہے۔اس کے بعد پھر ان کو حقیقی دنیاوی زندگی عطا ہوتی ہے۔

مگر چار نبی ایسے زندہ ہیں کہ ابھی انہوں نے موت کا ذائقہ چکھا بھی نہیں ہے۔ان چاروں میں سے دو دو آسمانوں پر ہیں اور دو زمین پر ہیں۔حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور حضرت ادریس وحضرت عیسیٰ علیہما السلام آسمان پر ہیں،پھر ان پر بھی موت طاری ہوگی۔(تفسیر خازن: ملخصاً)

حکمتِ خداوندی

سوال: پیغمبروں کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ

اور بیشک ہر امّت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری تو زمین میں چل پھر کر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔ (النحل:٣٦)

And no doubt, We sent a messenger in every nation (saying) that 'Worship Allah, and avoid the devil (Satan) then some of them were guided by Allah and upon some of them astraying came rightly. Therefore travel in the land and behold. How was the end of those who belied.

انبیاء ومرسلین کے مبعوث فرمانے (بھیجنے) میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت اور اپنے بندوں پر بڑی رحمت ہے۔ اس نے اپنے ان رسولوں کے ذریعہ سے اپنی رضامندی اور ناراضی کے کاموں سے آگاہ کردیا اس لیے کہ جب ہم لوگ باوجود ہم جنس ہونے کے کسی دوسرے شخص کی صحیح رائے بغیر اس کے ظاہر کئے ہوئے نہیں معلوم کرسکتے اور یہ نہیں جانتے کہ یہ کس چیز سے خوش اور راضی ہے اور کس چیز سے

ناخوش وناراض ہے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ونامرضی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کیوں کر جان سکتے تھے۔ نہ کسی کو عذاب وثواب کی اطلاع ہوسکتی تھی، نہ عالم آخرت کی باتیں معلوم ہوسکتی تھیں، نہ عبادت کا صحیح طریقہ معلوم ہوسکتا تھا، نہ عبادت کے ارکان وشرائط اور آداب کا پتہ لگ سکتا تھا، اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات تک رسائی تو خیال میں بھی نہیں آسکتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لیے انسانوں میں سے کچھ برگزیدہ انسان ایسے پیدا کئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ یہ برگزیدہ بندے اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں تاکہ پیغمبروں کے بعد پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ یہ برگزیدہ بندے اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں تاکہ پیغمبروں کے بعد پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامے کوئی حجت باقی نہ رہے، ان کی اطاعت کرنے والا مقبول اور مخالف مردود ہے۔

عقلِ انسانی راہنمائی کے لئے کافی نہیں؟

سوال: تنہا عقل انسان کی رہنمائی کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اللہ تعالیٰ ہمیں تنہا ہماری عقلوں پر چھوڑ دیتا تو ہم کبھی پورے طور سے سعادت ونجات کا راستہ نہیں معلوم کرسکتے تھے۔ جیسا کہ کافروں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا:

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ

جب قرآن سنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں (القلم:۵۱)

when they hear Quran and they say, 'He is surely faraway from wisdom'.

دنیا کے بڑے بڑے دانشوروں کی عقلوں کا حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ مادیات ومشاہدات (رات دن مشاہدے اور تجربہ میں آنے والی چیزوں) میں بھی ایک بات پر متفق نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کبھی کچھ اور کبھی کچھ رائے قائم کر لیتا ہے تو روحانیت اور عالم غیب و عالم آخرت کے بارے میں وہ کیونکر صحیح بات معلوم کر سکتے تھے، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ بغیر واسطۂ پیغمبر تنہا عقل انسانی سعادت ونجات کا کما حقہٗ راستہ معلوم نہیں کر سکتی۔

سوال: انبیاء سب بشر یعنی آدمی تھے، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی یہ بھی بڑی حکمت اور رحمت ہے کہ وہ اپنا نبی ورسول بنی نوع بشر سے منتخب فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے (النحل:۴۳)

And We sent not before you Any but men to whom We reveal

دوسری جگہ حکمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا

اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے (انعام:۹)

And if We had made the prophet an angel, even then We would have made him a man

قرآنِ مجید میں انسانوں میں سے رسول مبعوث فرمانے کی حکمت بتائی

جاتی ہے کہ ان سے فائدہ حاصل کرنے اور تعلیمِ نبی سے فیض اٹھانے کی یہی صورت ہے کہ نبی صورتِ بشری میں جلوہ گر ہو کیونکہ فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے کی تو یہ لوگ تاب نہ لاسکتے، دیکھتے ہی ہیبت سے بے ہوش ہو جاتے یا مر جاتے اس لئے اگر بالفرض رسول فرشتہ ہی بنایا جاتا۔ (خزائن العرفان)

اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے یا کسی دوسری مخلوق میں سے ہمارے لیے رسول بھیجتا تو وہ ہماری عادات وخصائل سے واقف نہ ہوتا، نہ اس کو ہم پر وہ شفقت ہوتی جو ایک ہم جنس کو دوسرے ہم جنس سے ہوتی ہے، دوسرے اس کی طرف ہمارا میلان طبعی نہ ہوتا نہ اس کی باتوں میں ہم اس کی پیروی کر سکتے اور نہ ہماری کمزوریوں کا اسے احساس ہوتا۔

وحی کسے کہتے ہیں؟

سوال: وحی کسے کہتے ہیں؟

جواب: وحی کے لغوی معنی ہیں ''کسی بات کا دل میں آہستہ ڈالنا'' اور شریعت میں وحی کے معنی ہیں وہ کلام الٰہی جو پیغمبروں پر مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لیے نازل ہوا۔ سنتِ الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ خداوند قدّوس اپنی مخلوق سے روبرو گفتگو نہیں کرتا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا

اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر (شوریٰ:۵۱)

And it is not fit for any man that Allah should speak to him but through revelation

معلوم ہوا کہ مخلوق کی ہدایت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک احکامات

الٰہی ان تک کسی ذریعہ سے نہ پہنچ جائیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر وحی نازل فرمائی اوران کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو نیک و بد سے آگاہ کردیا۔

نزولِ وحی کے طریقے

سوال: نزول وحی کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: انبیاء علیہم السلام پر وحی کے چار طریقے ہیں:۔

1......کسی غیبی آواز کا سنائی دینا۔

2......کسی بات کا دل میں خود بخود پیدا ہو جانا۔

3......صحیح اور سچے خوابوں کا دیکھنا چنانچہ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جاتی ہے وہ بھی وحی ہے، اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

4......کسی فرشتہ کا انسانی شکل میں ہوکر آنا اور پیغام الٰہی پہنچانا۔

الہام کا معنیٰ

سوال: الہام کے کیا معنی ہیں؟

جواب: ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القاء ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔

وحیٔ شیطانی

سوال: وحیٔ شیطانی کسے کہتے ہیں؟

جواب: شیطان اپنے رفیقوں یعنی کاہن، ساحر اور دوسرے کافروں اور فاسقوں کے دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے،

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ

اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر (الشعراء:۲۲۱)

They descend upon every big slanderer and sinner.

اسے لغوی معنی کے اعتبار سے وحی شیطانی کہتے ہیں، یہ لوگ ایک دوسرے کو فریب دہی اور ملمع سازی کی چکنی چپڑی باتیں سکھاتے ہیں تاکہ انہیں سن کر لوگ ان کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کو پسند کرنے لگیں اور پھر کبھی برے کاموں اور کفر وفسق کی دلدل سے نہ نکلنے پائیں۔

لیکن جو اللہ کے نیک بندے ہیں وہ ان کے بہکاوے میں نہیں آتے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ

بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ (بنی اسرائیل:۶۵)

No doubt those who are My bondmen, you have no control over them.

سوال: کیا ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نبی گزرا ہے؟

جواب: قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر امت میں ایک رسول کو بھیجا گیا ہے:

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ

اور ہر امت میں ایک رسول ہوا۔ (یونس:۴۷)

And for every nation there has been a messenger

جو انہیں دین حق کی دعوت دیتا اور خدا کی بندگی وطاعت کا حکم دیتا اور ایمان کی طرف بلاتا تا کہ خدا کی حجت تمام ہو اور کافروں اور منکروں کو کوئی عذر نہ رہے، اب یہ احکام پہنچانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام عالم دین جو نبی کی طرف سے خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائے۔

تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام پر ایمان

سوال: جن انبیاءِ کرام علیہم السلام کو ہم نہیں جانتے ان پر کس طرح ایمان لائیں؟

جواب: قرآنِ کریم اور احادیث کریمہ میں جن انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ آیا ہے ان پر تفصیلاً نام بنام ایمان لانا ضروری ہے اور بقیہ پر اجمالاً۔

پورے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ۲۶ انبیاء کرام علیہم السلام کا نام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور تین انبیاء کرام (حضرت یوشع بن نون، حضرت حزقیل، حضرت اشمویل علیہم السلام) کا ذکر بغیر نام کے ہوا ہے۔

لہٰذا باقی تمام انبیاء پر ہمیں اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے۔

حاکم کو مہربان کرنے کے لئے

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ O

خاصیت: جس سے اس کا حاکم ناراض وخفا ہو وہ (پارہ، اوّل، سورۂ بقرہ، آیت ۱۳۷) کو پڑھا کرے یا لکھ کر بازو پر باندھ لے اِن شآء اللہ تعالیٰ حاکم مہربان ہوجائے گا۔ (مجرّبات القادری)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

خَاتَمُ النَّبِیّٖن

رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن، سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَبَدًا

سوال: کیا فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے سے بندہ مسلمان ہو جائے گا؟

جواب: ہرگز نہیں! اگر کوئی ساری زندگی بھی فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا رہے وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوگا جب تک مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا دل سے اقرار نہ کرے۔

کیونکہ کلمہ کے پہلے جزء میں توحید کا اقرار ہے اور دوسرے میں رسالت کا لہٰذا ایمان میں داخل ہونے کے لئے دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

خَاتَمُ النَّبِیِّیْن

سوال: خَاتَمُ النَّبِیِّیْن کے کیا معنی ہیں؟

جواب: خَاتَمُ النَّبِیِّیْن یا خَتْمُ الْمُرْسَلِین کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ذات پاک پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو خَاتَمُ النَّبِیِّیْن کے لقب سے نوازا ہے:

وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (احزاب:۴۰)

Yes He is the Messenger of Allah and the last one among all the prophets.

رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین

سوال: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃٌ للعالمین ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: رحمت کے معنی ہیں پیار، ترس، ہمدردی، غمگساری، محبت اور خبر گیری۔ اللہ

تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو رحمۃ اللعالمین فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (الانبیاء:۱۰۷)

And We sent not you, but a mercy for all worlds.

لفظِ عالم کا استعمال خدا کی ساری مخلوق کے لیے ہوتا ہے عالمین اس کی جمع ہے۔ رب العالمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین فرما کر یہ ظاہر کردیا کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے، اوراس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی مستغنی نہیں رہ سکتی اسی طرح کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبرگیری اور فیضانِ محبت اور ہمدردی سے مستثنیٰ نہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ہر نعمت تھوڑی ہو یا بہت، چھوٹی ہو یا بڑی جسمانی ہو یا روحانی، دینی ہو یا دنیوی، ظاہری ہو یا باطنی، روز اوّل سے اب تک اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت اور آخرت سے اَبد تک مؤمن یا کافر، فرمانبردار یا نافرمان، مَلک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو نعمت ملی یا ملتی ہے یا ملے گی انہی کے ہاتھ پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہی اللہ کے خلیفۂ اعظم ہیں، یہی ولی نعمتِ عالم ہیں۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي

بے شک میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، اورخزانوں کا امانت دار ہوں، عطا اللہ ہی فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ا ص ۱۲۶)

غرض خدائی نعمتوں کی تقسیم انہیں کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے، اور

بارگاہ الٰہی سے جسے جو ملتا ہے انہیں کے واسطے سے ملتا ہے۔ یہی معنی ہیں رحمۃ اللعالمین کے۔

سَیِّدُ المُرسَلین

سوال: سَیِّدُ المُرسَلین کا کیا معنیٰ ہے؟

جواب: سَیِّدُ المُرسَلین کا معنیٰ ہے تمام رسولوں کے سردار۔

سوال: کیا انبیاء ومرسلین بھی حضور کی امتی ہیں؟

جواب: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ زمین وآسمان ہیں اور خدا کی ساری مخلوق کے لیے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تو تمام نبیوں اور رسولوں کے بھی آپ رسول ہوئے اور جب حضور ان کے رسول ہوئے تو یہ حضرات آپ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ٹھہرے۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات

سوال: ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: (۱) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا پھر اسی نور سے تمام کائنات پیدا کی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور حضور نہ ہوں تو کچھ نہ ہو، حضور تمام جہان کی جان ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کی روحوں سے عہد لیا کہ اگر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا (آل عمران:۸۱)

Then assuredly you shall believe in him and assuredly you help him.

(۳) حضور اکرم ﷺ تمام مخلوق الٰہی میں خود بھی سب سے بہتر ہیں اور اُن کا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل ہے، ان جیسا دوسرا نہ کوئی ہوا نہ ہوگا۔

(۴) حضور انور ﷺ کی ولادت شریف کے وقت بُت اوندھے منہ گر پڑے اور ایسا نور پھیلا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محلات دیکھ لیے۔

(۵) آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(۶) گرمی کے وقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتا تھا اور درخت کا سایہ آپ کی طرف آ جاتا تھا۔ حالانکہ ابھی لوگوں کو آپ کا نبی ہونا معلوم نہ ہوا تھا۔

(۷) آپ کے جسم اور پسینے میں مشک وزعفران سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ گزرتے وہ راستہ مہک جاتا۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادیں، اور اختیار دیا کہ جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں اُن کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔

(۹) دنیا وآخرت کی ہر چھوٹی بڑی نعمت آپ ہی کے طفیل میں ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔

(۱۰) اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور پُر نور ﷺ کا ذکر بھی بلند کیا جاتا ہے۔ حضور اللہ کے محبوب ہیں، غرض حضور کے فضائل بے شمار ہیں، وہ اللہ کے حبیب ہیں اور مخلوق میں ساری خوبیاں حضور ہی کی ذات پر ختم ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف

سوال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: تمام اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کمالات میں جملہ انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح آپ کمالاتِ علمی میں بھی سب سے فائق ہیں۔ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اور احادیثِ کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور علومِ غیب کے دروازے آپ پر کھول دیئے۔

جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔

یہ نبی غیب کی خبر بتانے میں بخیل نہیں۔ (تکویر:۲۴)

And he is not niggardly as to the disclosing of unseen.

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر چیز روشن فرمادی اور آپ نے سب کچھ پہچان لیا، جو کچھ آسمانوں اور زمین پر ہے سب حضور کے علم میں آ گیا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامِ قیامت تک تمام مخلوق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کی گئی اور حضور نے گزشتہ و آئندہ ساری مخلوق کو پہچان لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے اور امت کا ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے اور ان کے دلوں کے خطرے سب حضور پر روشن ہیں۔

وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے۔
تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں:

كَمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ

جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں (جمع الجوامع: رقم: ۲۳۰۱)

اور جو کچھ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا علم نہیں بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا ساحصّہ ہے۔ حضور کے علوم کی حقیقت خود وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک مولیٰ جل جلالہ جانے۔

یہاں یہ بات ہمیشہ کے لیے ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے عطا ہوتا ہے۔ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کسی چیز کا علم کسی کو نہیں اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا:

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ أَحَداً إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِن رَّسُولٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (جن، ۲۶/ ۲۷)

The Knower of Unseen reveals not His secret to anyone. Except to His chosen Messengers.

"تفسیر خزائن العرفان" میں ہے: تو انہیں (رسولوں کو) غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاعِ کامل (مکمل خبر) اور کشفِ تام (تمام چیزوں کی حقّانیّت) عطا فرماتا

ہے اور یہ علمِ غیب ان کیلئے معجزہ ہوتا ہے۔

اولیاء کاملین کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا وارفع واعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے واسطے و ذریعے سے اور انہیں کے فیض سے ہوتے ہیں۔

بیانِ مذکورہ بالا میں اس کا اشارہ کر دیا گیا ہے سیّد الرُّسل خاتمُ الانبیاء محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرتضٰی رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور ﷺ اور تمام مرتضٰی رسولوں کیلئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔

جس سے خدا نہ چھپا ہو اس کے علمِ غیب کا عالَم کیا ہوگا

اور سب سے بڑی دلیل اہلِ محبت کے لئے یہ ہے کہ شبِ معراج اس عالم الغیب عزوجل نے بھی اپنا جلوہ اپنے محبوب ﷺ کو بے نقاب کر کے دکھایا اس موقع پر حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے پورے موضوع کو ایک شعر میں سمجھا دیا اور کیا خوب ارشاد فرمایا:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ علمِ غیب

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا خُشُوعُكُمْ وَإِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَاءَ

خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری، ج ا ص ۵۹ و ۱۰۲)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امّتیوں کو عقائد سمجھا رہے ہیں

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سرورِ دو جہاں شہنشاہِ کون و مکاں نبیٔ غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے عقیدے کی اصلاح فرما رہے ہیں کہ نہ تمہارا ظاہر مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ باطن۔

خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے، وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں، تو پھر ظاہری حالت و کیفیت، تمہارا پکارنا، درود و سلام پڑھنا کیسے پوشیدہ ہو سکتا ہے۔

جدید ٹیکنالوجی سے عقائد کی وضاحت

اس کے علاوہ بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا، ان امور کی خبریں بھی بکثرت انبیاء و اولیاء نے دی ہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

لیکن اس ٹیکنالوجی کے دور نے ان چیزوں کو سمجھنا بڑا آسان کر دیا، آج محکمۂ موسمیات والے جدید آلات کے ذریعے بارش، آندھی، طوفان کی پیشن گوئیاں دیتے رہتے ہیں، اسی طرح ڈاکٹرز الٹراساؤنڈ مشینوں کے ذریعے بتا دیتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے اگرچہ یہ اطلاعات قطعی نہیں بلکہ ظنّی ہوتی ہیں۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت عام ہے

سوال: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عام ہے یا خاص؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے

روز قیامت تک تمام مخلوقات کو عام ہے۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جن وانسان اور فرشتوں کو شامل ہے بلکہ تمام حیوانات، جمادات، نبات آپ کی رسالت کے دائرہ میں داخل ہیں تو جس طرح انسان کے ذمّہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے یونہی ہر مخلوق پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ضروری ہے اور یہ سب حضور کی امت ہیں۔

قرآنِ کریم میں ارشادفرمایا:

وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا

اور اے محبوب،ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا (النساء:۷۹)

And O beloved! We have sent you, as a Messenger to all mankind.

مفسرین کرام فرماتے ہیں:عرب ہوں یا عجم آپ تمام خلق کے لئے رسُول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا اُمّتی کیا گیا یہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالتِ منصب اور رفعتِ منزلت کا بیان ہے۔(تفسیر خزائن العرفان)

دوسرے مقام پر فرمایا:

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

جوسارے جہان کوڈرسنانے والا ہو(الفرقان:۱)

That he may be a warner to the entire world.

اس میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمومِ رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خَلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر

مخلوقات سب آپ کے اُمّتی ہیں۔(تفسیر خزائن العرفان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً

یعنی میں تمام خَلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔(صحیح مسلم: رقم ۸۱۲)

حضرت علامہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ نے اس کی شرح میں فرمایا:

یعنی تمام موجودات کی طرف جِن ہوں یا انسان یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات (رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔)(مرقاۃ: ج۱۶ص۴۱۱)

بعض خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے خصائص عطا فرمائے؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کو جاننے کے لئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب ''خصائص کبریٰ'' کا مطالعہ کریں:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض خصائص کا ذکر سن لیجئے:۔

1......سب سے پہلے جس کو نبوت ملی وہ آپ ہیں۔

2......قیامت کے روز جو سب سے پہلے قبر سے اُٹھے گا وہ آپ ہی ہوں گے۔

3......قیامت کا دروازہ جو سب سے پہلے کھولے گا وہ آپ ہی ہوں گے۔

4......شفاعت کی اجازت سب سے پہلے آپ ہی کو دی جائے گی۔

5......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔

6......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ساری زمین، پاک کرنے والی اور مسجد بنادی گئی۔

7......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

8......حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی پیشوائے مرسلین اور خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہیں۔

9......روزِ محشر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہوں گے اور ساری مخلوق پیچھے پیچھے۔

10......پل صراط سے سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو لے کر گزر فرمائیں گے۔

11......اور انبیاء کسی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔

12......حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین واخرین (اگلے پچھلے) حضور کی حمد وستائش کریں گے۔

13......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

14......اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

15......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب اللہ کا خطاب ملا۔ تمام جہان اللہ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کی رضا کا طالب ہے۔ سبحان اللہ!

ان کے علاوہ حضور کے خصائص اور بھی ہیں جن کا بیان سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان مبارک

سوال: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے کس خاندان سے ہیں؟

جواب: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاندان قریش سے ہیں۔ یہ خاندان عرب میں

ہمیشہ سے ممتاز و معزز چلا آ تا تھا۔ عرب کے تمام قبیلے اور خاندان ہیں۔ خاندان کو اپنا سردار مانتے تھے اسی خاندان قریش کی ایک شاخ بنی ہاشم تھی جو قریش کی دوسری تمام شاخوں سے زیادہ عزت رکھتی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔

جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دنیا کے مشرق و مغرب میں پھرا مگر بنی ہاشم سے افضل کوئی خاندان نہیں دیکھا۔ حضور کو ہاشمی اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ بنی ہاشم میں سے ہیں۔

بنی ہاشم کی وضاحت

سوال: ہاشم کون تھے جن کی اولاد بنی ہاشم کہلاتی ہے؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا کا نام ہاشم ہے۔ اور یہ بیٹے ہیں عبد مناف کے، ہاشم کا اصلی نام عمرو تھا۔ یہ نہایت مہمان نواز تھے۔ ان کا دستر خوان ہر وقت بچھا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ قحط کے زمانہ میں یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر مکہ میں لائے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹ کے شوربے میں ڈال کر لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اس دن سے ان کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والا) کہنے لگے۔ ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔ اسی لیے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

سوال: حضرت عبدالمطلب کون تھے؟

جواب: حضرت عبدالمطلب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوران کی پیشانی میں چمکتا تھا اوران کے جسم سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو ان کے وسیلہ سے دعا مانگتے اور وہ دعا قبول ہوتی تھی۔

آپ نے ایک مرتبہ یہ دعا مانگی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب مراد برآئی تو نذر پوری کرنے کے لیے آپ دسوں بیٹوں کو لے کر خانہ کعبہ میں آئے اور یہ تجویز پایا کہ ان رسول کے نام پر قرعہ ڈالا جائے جس کے نام قرعہ نکلے اُسی کو قربان کر دیا جائے۔ اتفاق سے عبداللہ کا نام نکلا جو ہمارے حضور کے والد اور عبدالمطلب کو سب بیٹوں سے پیارے تھے۔ لیکن قریش کو آپ کو قربان ہونا پسند نہ آیا، آخر کار عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر قرعہ عبداللہ ہی کے نام پر نکلا۔ پھر دس اونٹ اور بڑھائے گئے مگر نتیجہ وہی نکلا۔ آخر کار بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربان کئے۔ اور عبداللہ بچ گئے۔ اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَنَا ابْنُ الذَّبِيحَيْنِ

میں دو ذبح (اسماعیل اور عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

(تفسیر بیضاوی، ج۵ص۷۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اہلِ عرب کی نگاہ میں

سوال: اہل عرب حضور کو کیسا سمجھتے تھے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چہ اپنی نبوت کو ظاہر نہ کیا تھا، لیکن آپ کی دیانت وامانت پر تمام اہل مکہ کو اعتبار تھا اور ہر ایک آپ کے پاکیزہ اخلاق اور پاک زندگی کا مدح خواہ تھا۔ لوگوں میں آپ امین کے نام سے مشہور تھے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو قبیلوں میں سخت جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر ایک قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم ہی حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب کریں۔ آخر کار مشورے کے بعد یہ طے ہوا کہ کل صبح جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اس پر فیصلہ چھوڑا جائے۔ دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ دیکھتے ہی سب پکار اٹھے۔ ''یہ امین ہیں، ہم ان پر راضی ہیں'' چنانچہ آپ نے ایک چادر بچھا کر اس میں حجر اسود رکھا۔ پھر فرمایا کہ چاروں طرف والے ایک ایک سردار منتخب کرلیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام کر اُوپر اٹھائیں۔ اس طرح جب وہ چادر اُوپر پہنچ گئی تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود اٹھا کر دیوار میں نصب کردیا۔ اور وہ سب خوش ہو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ پینتیس سال تھی۔

مخلوقِ خدا میں سب سے افضل کون ہے؟

سوال: خدا کی ساری مخلوق میں سے سب سے افضل کون ہے؟

جواب: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات الٰہی میں سب سے افضل وبالا اور بہتر واعلیٰ ہیں کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور میں وہ سب جمع کردیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں، بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور کے طفیل سے ملا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس

سے ملا۔ محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو، جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

خلاصہ: فضائل وکمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: 1......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا، انہیں اپنا محبوب خاص وحبیب بنایا کہ تمام خلق رضائے الٰہی کی خواہش مند ہے اور اللہ عزوجل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا طالب ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

2......تمام مخلوق اولین وآخرین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز مند ہے یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔

3......قیامت کے دن شفاعت کبریٰ کا مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے۔

4......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مدارِ ایمان ہے بلکہ ایمان اسی محبت ہی کا نام ہے۔

5......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری عین اطاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی بے طاعت حضور ناممکن ہے۔

6......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جزو ایمان ورکن ایمان ہے اور فعل تعظیم، ایمان کے بعد ہر فرض سے مقدم ہے۔

عمل سے علی کے یہ ثابت ہوا ہے
کہ اصل عبادت تری بندگی ہے

7......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر جس طرح اس وقت تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے اب بھی اسی طرح فرض اعظم ہے۔

8......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول وفعل وعمل وحالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے یا دیدۂ دانستہ کسی سنت کی توہین کرے وہ کافر ہے۔

9......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہان حضور ﷺ کے ماتحت ہے، جو چاہیں کریں اور جو چاہیں حکم دیں، تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، سارا عالم ان کا محکوم ہے۔

10......جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں، رزق خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔

11......احکام شریعت حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں، جو چاہیں حلال فرما دیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔

12......سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور کو ملا۔ روز میثاق اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا۔

13......حضور اکرم ﷺ نبیُّ الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور ﷺ کے امتی ہیں، سب نے اپنے عہد میں حضور اکرم ﷺ کا نائب ہو کر کام کیا۔

14......اللہ عزوجل نے حضور اکرم ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور ﷺ کے نور سے تمام عالم کو منور فرما، اس اعتبار سے حضور اکرم ﷺ کے جلوے ہر سو تشریف فرما ہیں۔

خلاصہ: اخلاقِ حسنہ وعاداتِ کریمہ

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کیا تھے؟

جواب: ربِّ کائنات جل جلالہٗ نے اپنے محبوب کی شان میں فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے (القلم:۴)

And undoubtedly, you possess excellent manners.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مبارک احوال وواقعات ہر ملک اور ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہیں اور ان واقعات کے ضمن میں نبیؐ کریم ﷺ کے اخلاق وعادات اور خصائل وصفات کی چمک ایسی نمایاں ہے جیسے ریت میں کندن، یہاں فقط ایک مختصر جھلک کا ذکر ہے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش اخلاق، مِلنسار، اکثر خاموش رہنے والے بکثرت ذکر خدا کرنے والے، لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور (بیزار) رہتے تھے۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی بُری بات نہیں آتی تھی، نہ فحش کلامی فرماتے اور نہ کسی پر لعن طعن کیا کرتے تھے۔

مساکین سے محبت فرمایا کرتے، غریبوں اور یتیموں میں رہ کر خوش ہوتے،

کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ جانا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے برا نہ جانتے، غلام وآقا، حبشی وترکی میں ذرا فرق نہ کرتے، جنگی قیدیوں کی خبر گیری بھی مہمانوں کی طرح فرمایا کرتے اور جانی دشمنوں سے بھی بکشادہ پیشانی ملتے تھے۔ بہت زیادہ عفو ودرگزر فرمانے والے تھے۔

مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے، جو کوئی مل جاتا اسے پہلے سلام کرتے اور مصافحہ کے لیے خود ہاتھ بڑھاتے، کسی کی بات قطع نہ فرماتے، اگر نماز نفل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو نماز کو مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کرنے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے۔

اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے مگر دوسرے شخص کو از راہ حیا کام کرنے کو نہ فرماتے، زمین پر بلا کسی مسند وفرش کے تشریف رکھتے، گھر کا کام کاج بلا تکلف کرتے، اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے، گھر میں صفائی کر لیتے، بکری کا دودھ نکال لیا کرتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے، خادم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے، بازار سے چیز خود جا کر خرید لاتے، جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اُسے رغبت کے ساتھ کھا لیتے۔

کنبہ والوں اور خادموں پر بہت مہربان تھے۔ ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سر مبارک کو جھکائے رکھتے، جو شخص یکبارگی آپ کے سامنے آ جاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس آ بیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر وشجاع اور سب سے زیادہ سخی تھے، جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا فوراً عطا فرما دیتے۔ سب سے زیادہ حلیم وبردبار تھے اور سب سے زیادہ حیادار۔ آپ کی نگاہ کسی کے چہرے پر ٹھہرتی نہ تھی، آپ ذاتی معاملات میں کسی

سے انتقام نہ لیتے تھے اور نہ غصّہ ہوتے تھے، ہاں جب خدائی احکام کی خلاف ورزی ہوتی تو غضب کے آثار چہرہ پر نمایاں ہوتے تھے اور پھر کوئی آپ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور بے کار باتوں سے پرہیز کرتے تھے، خوشبو کو پسند اور بدبو سے نفرت فرماتے تھے، اہل کمال کی عزت بڑھاتے تھے، کبھی کبھی ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے تھے۔ لیکن اس وقت بھی وقار کے خلاف کبھی نہ بولتے تھے۔

(اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَبَدًا)

معجزات کی جھلک

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے معجزات ظاہر ہوئے؟

جواب: جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جو صحیح روایات سے ثابت ہیں، ان کا شمار بہت زیادہ ہے اور ہر ایک نبی کے معجزات سے ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ اور کیفیت کے لحاظ سے بھی تمام انبیائے سابقین سے افضل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں تمام انبیاء و مرسلین کی شان نظر آتی ہے اس لیے آپ کے معجزات میں وہ تمام معجزات آجاتے ہیں جو ان برگزیدہ ہستیوں سے ان کے زمانہ میں ظاہر ہوئے۔

ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا، اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، انگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑے سے طعام کا کثیر جماعت کے لیے کافی ہو جانا، دودھ کی معمولی مقدار سے کثیر افراد کا سیراب ہونا، کنکروں کا تسبیح پڑھنا، لکڑی کے

ستون میں ایسی صفت پیدا ہو جانا جو خاص انسانی صفت ہے یعنی نہ صرف تھرتھرانا اور رونا بلکہ فراق محبوب کا اس میں احساس پیدا ہونا اور اس پر اس کا رونا، درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا، درختوں کو بلانا اور ان کا آپ کے حکم پر چل کر آنا، درندوں اور موذی جانوروں کا آپ کا نام سن کر تابع فرمان ہو جانا اور ہزاروں پیشگوئیوں کا آفتاب کی طرح صادق ہونا وغیرہ وغیرہ ہزاروں معجزات ہیں جو نہ صرف آیات وصحیح احادیث سے ثابت ہیں بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں اور ان کی کتابوں میں بھی ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے آپ کا یہ بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے کہ آپ نے سخت دلوں کو موم کر دیا اور روحوں کو پاکیزہ بنا دیا۔ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے، جاں نثار دوست بن گئے۔

پھر ایک فرق اور بھی ہے۔ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات جو حسّی اور مادی تھے وہ صرف ان کی مقدس ہستیوں تک محدود تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن کریم آج بھی ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے مقابلہ میں دنیا کی ساری قومیں بمع جن وانس عاجز ہیں، قرآن کریم زندہ، دائمی اور ابدی معجزہ ہے۔

میلاد منانا

سوال: میلاد شریف کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: میلاد شریف یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت (پیدائش) مبارک کا بیان جائز ہے۔ اس محفلِ پاک میں حضور کی فضیلتیں حضور کے معجزے آپ کی عادتیں، آپ کی زندگی کے مبارک حالات اور دوسرے واقعات بیان کئے جاتے

ہیں، ان چیزوں کا ذکر حدیثوں میں بھی ہے اور قرآن کریم میں بھی اگر مسلمان یہی چیزیں اپنی محفلوں میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل کریں تو اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہوکر درود وسلام پڑھتے ہیں، یہ بھی جائز ہے۔

میلاد شریف منانے کی وجہ

سوال: میلاد شریف اتنی دھوم دھام سے منانے کی وجہ تفصیلاً بیان کیجئے؟

جواب: ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو اللہ عزوجل کے نور ﷺ کی دنیا میں جلوہ گری ہوتے ہی کفر وظلمت کے بادل چھٹ گئے، شاہِ ایران ''کسریٰ'' کے محل پر زلزلہ آیا، چودہ کنگرے گر گئے، ایران کا جو آتش کدہ ایک ہزار سال سے شعلہ زن تھا وہ بجھ گیا، دریائے ساوہ خشک ہوگیا، کعبے کو وجد آگیا اور بت سر کے بل گر پڑے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

تاجدار رسالت ﷺ جہاں میں فضل ورحمت بن کر تشریف لائے اور یقیناً اللہ عزوجل کی رحمت کے نزول کا دن خوشی ومسرت کا دن ہوتا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ
فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔ (یونس: ۵۸)

Say- you, 'only Allah' grace and only

His mercy, on it therefore let them rejoice.

That is better than all their wealth.

اللہ اکبر! رحمت خداوندی پر خوشی منانے کا قرآن کریم حکم دے رہا ہے۔

اور کیا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی اللہ عزوجل کی رحمت ہے؟

دیکھئے مقدس قرآن میں صاف صاف اعلان ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (الانبیاء: ۱۰۷)

And We sent not you, but a mercy for all worlds.

اور ارشاد فرمایا:

وَأَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ

اور اپنے ربّ کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ (الضحیٰ: ۱۱)

And publicize well the favours of your Lord.

غور کریں اس آیتِ مبارکہ میں فقط ذکر کرنے کا حکم نہیں دیا، کیونکہ ذکر تو دو چار آدمیوں کے درمیان بھی ہو جاتا ہے۔ بلکہ فرمایا چرچا کرو، اور چرچا بغیر محافل، بغیر اعلانات، بغیر اشتہارات، اور بغیر لاؤڈ اسپیکر کے نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا جتنی زیادہ محفلِ میلاد کی شہرت ہوگی اتنا ہی چرچے کے حکم پر عمل ہوگا

اور اگر ہم مزید غور کریں تو ربّ نے فقط چرچا کرنے کا نہیں بلکہ خوب چرچا کرنے کا حکم دیا ہے، مطلب یہ کہ ربّ چاہتا کہ میری نعمتوں کا چرچا اس طرح ہو کہ ہر کسی کو پتا چل جائے کہ رب تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جب عام نعمتوں کا حکم اس قدر زیادہ ہے تو پھر نعمتِ عظمیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس قدر خوشی و مسرّت کا اظہار کیا جانا چاہئے اور کتنا چرچا کرنا چاہئے ہم خود فیصلہ کرلیں۔

ربّ تعالیٰ نے تو اپنے ذکر میلاد کا چرچا کر دیا یہ فرما کر:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں

اس غیب بتانے والے (نبی) پر (احزاب:۵۶)

Undoubtedly, Allah and His angels send blessings on the prophet the Communicator of unseen news

يُصَلُّونَ کی تفسیر میں امام بخاری علیہ رحمۃ نے اپنی صحیح میں ایک روایت درج فرمائی ہے:

قال ابو العالية صلوٰة الله ثناء ه عليه عند الملٰئكة

یعنی حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا معنی یہ ہے: اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے اپنے محبوب کی ثناء و تعریف کرنا۔

(صحیح بخاری، ج۲ص۷۰۷)

معلوم ہوا چونکہ میلاد شریف میں مقصود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خوانی، تعریف و اوصاف جمیلہ کا ذکر ہوتا ہے اور یہی کام مذکورہ روایت سے ثابت ہوئے تو معلوم ہوا

کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب کی محافل عرش کی بلندیوں پر سجاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میرے بندے زمین پر بھی اس محفل کو سجائیں اسی لئے حکم فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْماً

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (احزاب، ۵۶)

O you who believe! Send upon him blessings and salute him fully well in abundance.

تو ہمیں چاہئے کہ اس دن کا ادب کریں اور خوشی و مسرّت کا اظہار کریں اور زیادہ سے زیادہ جتنا ہو سکے درود پاک پڑھنے کا معمول بنائیں۔

شبِ قدر سے بھی افضل رات

سوال: کیا میلاد کی رات شبِ قدر سے بھی افضل ہے؟

جواب: سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''بے شک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ ولادت شبِ قدر سے بھی افضل ہے کیونکہ شبِ ولادت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں جلوہ گر ہونے کی رات ہے جب کہ لیلۃ القدر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردہ شب ہے اور جو رات ظہورِ ذاتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے مشرف ہو وہ اس رات سے زیادہ شرف و عزت والی ہے جو ملائکہ کے نزول کی بناء پر مشرف ہے۔

(ماثبت من السنۃ صفحہ ۷۳ باب المدینہ کراچی)

ایمان کی حفاظت کا نسخہ

سوال: کیا میلاد شریف منانے سے ایمان کی حفاظت ہوتی ہے؟

جواب: شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، سیدنا جنید بغدادی

علیہ رحمۃ الہادی نے فرمایا، محفل میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ادب و تعظیم کے ساتھ حاضری دینے والے کا ایمان ان شاءاللہ عزوجل سلامت رہے گا۔ (النعمۃ الکبری صفحہ ۴۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علٰی محمَّد

جشنِ ولادت منانے کا ثواب

سوال: جشن ولادت منانے کا کیا ثواب ہے؟

جواب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات خوشی منانے والوں کی جزاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں فضل و کرم سے جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خوب صدقہ و خیرات کرتے آئے ہیں۔ خوب خوشی کا اظہار کرتے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ذکر کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے مکانوں کو سجاتے ہیں اور ان تمام افعال حَسَنَہ کی برکت سے ان لوگوں پر اللہ عزوجل کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ (ماثبت بالسنۃ، صفحہ ۷۴، مرکز الاولیاء لاہور)

ہمیں چاہیے کہ ماہِ ربیع الاوّل شریف میں خوب اجتماع ذکر و نعت کریں۔ اس ماہ میں درودِ پاک کی خوب کثرت فرمائیں۔ خوب خوب نوافل پڑھ کر اور دیگر نیک کام کر کے آقائے مدینہ قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایصال ثواب کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا میلاد خود منانا

سوال: کیا کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد خود منایا؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد خود منایا اور اس کی صراحت حدیث مبارک سے

ہوتی ہے۔صحیح مسلم میں ہے:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَن صَومِ الِاثْنَینِ فَقَالَ فِیہِ وُلِدْتُّ وَ فِیہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اسی روز میری ولادت ہوئی، اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، ج۲ص ۸۱۹)

حضور ﷺ کا بکرے ذبح کر کے میلاد منانا

حضور اکرم ﷺ نے خود اپنا میلاد اس طرح بھی منایا کہ اللہ تعالی کا شکر بجا لاتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں بکرے ذبح فرمائے اور ضیافت کا اہتمام فرمایا۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ نے اپنی کتاب ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں فرماتے ہیں: امام بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا باوجود اس کے کہ آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب آپ ﷺ کے پیدائش کے ساتویں روز آپ ﷺ کا عقیقہ فرما چکے تھے۔ اور عقیقہ دو (۲) بار نہیں ہوتا۔ پس یہ واقعہ اسی پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین اور اپنی امت کے مشرف ہونے کی وجہ سے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لئے خود عقیقہ کیا۔

اسی طرح حضور ﷺ ہر پیر کو روزہ رکھ کر اپنا یوم ولادت مناتے رہے، اور اظہارِ خوشی میں بکرے بھی ذبح فرمائے، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم یاد مصطفی ﷺ میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو روزہ رکھ کر اور صدقہ و خیرات کر کے اظہار تشکر کریں اپنے پیارے آقا علیہ الصّلوۃ والسّلام کی ادا کو ادا کریں۔

پانچواں عقیدہ

آخرت کے دن پر ایمان

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اور میں ایمان لایا آخرت کے دن پر

سوال: آخرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: آخرت سے مراد قیامت اور قیامت کے بعد کے احوال ہیں۔

سوال: قیامت کا دن کیسا ہوگا؟

جواب: قیامت کا دن بڑا سخت ہولناک دن ہوگا۔ اس کی دہشت اور خوف سے دل دَہل جائیں گے۔ زمین و آسمان جن وانسان اور فرشتے غرض تمام کائنات فنا ہوجائے گی۔ آسمان شق ہوجائے گا، زمین پر کوئی عمارت باقی نہ رہے گی۔ پہاڑ دُھنکی ہوئی اون کی طرح اُڑتے پھریں گے۔ آسمان کے تارے بارش کے قطروں کی طرح زمین پر گر پڑیں گے، ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوکر فنا ہوجائیں گے۔ اسی طرح ہر چیز فنا ہوجائے گی اور سوائے پروردگار عالم کے کچھ باقی نہ رہے گا۔

جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے
رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا (الرحمٰن: ۲۶/ ۲۷)

All that is on earth is to perish. And there is abiding for ever is the Entity of your Lord Majestic and Venerable.

قیامت کس طرح قائم ہوگی؟

سوال: قیامت کس طرح قائم ہوگی؟

جواب: قیامت آنے کی شکل یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ

السلام صور پھونکیں گے جس سے تمام زمین و آسمان میں ہلچل پڑ جائے گی۔ شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی۔ جس سے لوگ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔ زمین، آسمان اور پہاڑ اور پھر اللہ کے حکم سے اسرافیل اور عزرائیل بھی فنا ہو جائیں گے۔ اس وقت سوا اس ایک اللہ کے دوسرا کوئی نہ ہوگا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی
ذات عظمت اور بزرگی والا۔ (سورۂ رحمٰن: آیت ۲۶، ۲۷)

All that is on earth is to perish. And there is abiding for ever is the Entity of your Lord Majestic and Venerable.

چار مقرّب فرشتوں کی اموات

سوال: حضرت عزرائیل علیہ السلام کی روح کون قبض کرے گا؟

جواب: جب زمین و آسمان سب فنا ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ جبریل کی روح قبض کرو، حضرت عزرائیل ان کی روح قبض کریں گے۔ وہ ایک بڑے پہاڑ کی مانند اللہ کی پاس بیان کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے۔ اسی طرح حضرت میکائیل اور اسرافیل اور عرش اٹھانے والے فرشتوں کی روح باری باری سے قبض کر لی جائے گی وہ سب بھی مر جائیں گے پھر

عزرائیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''مُتْ'' (مرجا) وہ بھی ایک بڑے پہاڑ کی مانند تسبیح کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے اور مرجائیں گے۔

قیامت کب آئے گی؟

سوال: قیامت کب آئے گی؟

جواب: قیامت کا صحیح وقت تو خدا کو معلوم ہے یا پھر اس کا رسول جانے مگر جتنا وقت گزرتا جاتا ہے قیامت قریب ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہاں اللہ ورسول نے قیامت کی کچھ نشانیاں بتادی ہیں۔ جب یہ سب واقع ہولیں گی، قیامت آجائے گی۔

علاماتِ قیامت

سوال: علاماتِ قیامت (قیامت کی نشانیاں) کیا ہیں؟

جواب: علامات قیامت دو قسم پر ہیں جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وقوع میں آچکیں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور تک وقوع میں آتی رہیں گی۔ یہاں تک کہ دوسری قسم سے مل جائیں گی۔ انہیں علامات صغریٰ کہتے ہیں۔

دوسری قسم کی علامات وہ ہیں جو ظہورِ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد نفخِ صُور تک ظاہر ہوں گی۔ یہ علامات یکے بعد دیگر یا پے در پے ظاہر ہوں گی، ان کے ختم ہوتے ہی قیامت برپا ہوگی، انہیں علاماتِ کبریٰ کہتے ہیں۔

علاماتِ صغریٰ میں سے چند یہ ہیں

(۱) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات شریف۔

(۲) تمام صحابہ کرام کا اس دنیا سے رحلت فرما جانا

(۳) تین حسف کا وقوع یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں

(۴) علم اُٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھالئے جائیں گے۔ لوگ جاہلوں کو اپنا امام وپیشوا بنائیں گے، وہ خواہ گمراہ ہوں گے، اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

(۵) زنا اور شراب خواری، بدکاری اور بے حیائی کی زیادتی ہوگی۔

(۶) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ یہاں تک کے ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

(۷) علاوہ اس بڑے دجال کے تیس ہوں گے کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے۔ حالانکہ نبوت ختم ہوچکی ہے۔

(۸) مال کی کثرت ہوگی، زمین اپنے دفینے اُگل دے گی۔

(۹) دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا۔ جیسے مٹھی میں انگار لینا۔

(۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی بہت جلدی جلدی گزرے گا۔

(۱۱) زکوۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔

(۱۲) علمِ دین پڑھیں گے مگر دین کی خاطر نہیں دنیا کے لئے۔

(۱۳) عورتیں مردانہ وضع اختیار کریں گی اور مرد زنانہ وضع پسند کرنے لگیں گے۔

(۱۴) گانے بجانے کی کثرت ہوگی، حیاء وشرم جاتی رہے گی۔

(۱۵) بروقت ملاقات سلام کی بجائے لوگ گالی گلوچ سے پیش آئیں گے۔

(۱۶) مسجد کے اندر شور غل اور دنیا کی باتیں ہوں گی۔

(۱۷) نماز کی شرائط و اراکان کا لحاظ کیے بغیر لوگ نمازیں پڑھیں گے، یہاں تک کہ پچاس میں سے ایک نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ

(۱۸) ذلیل لوگ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔ مال کی زیادتی ہوگی۔

(۱۹) نکمے اور ناکارے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر ہوں گے۔

(۲۰) لوگ ماں باپ کی نافرمانی کریں گے اور بی بی اور دوستوں کا کہنا مانیں گے۔

(۲۱) اگلوں کو برا کہیں گے، اوران پر لعن طعن کریں گے۔

ان علامات کے علاوہ اور بھی بہت سی علامتیں ہیں۔

علاماتِ کبریٰ

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

(۲) حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور

(۳) دجّال کا ظاہر ہونا (۴) یاجوج وماجوج کا نکلنا

(۵) دھواں کا ظاہر ہونا (۶) مغرب سے آفتاب طلوع ہونا

(۷) دابۃ الارض کا نکلنا

درندہ سے حفاظت

وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ (سورۂ کھف:۱۸)

خاصیت: اگر راستہ میں کوئی شیر یا کتا حملہ کرے اور شور مچائے تو فوراً اس آیت کریمہ کو پڑھ لے چپ ہوجائے گا۔

﴿چھٹا عقیدہ﴾

اچھی بُری تقدیر پر ایمان

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

اور میں ایمان لایا اس پر کہ تقدیر کی بھلائی، برائی اللہ کی طرف سے ہے

سوال: تقدیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے اسے جانا اور لکھ دیا، اسی کا نام تقدیر ہے۔ (المنتقد ص ۳۳)

سوال: تقدیر کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: حقیقت میں تقدیر کی دو اقسام ہیں۔ (۱) مُبرم (۲) معلق

پھر معلق کی دو اقسام ہیں: (۱) معلق محض (۲) معلق شبیہ بالمبرم

تقدیرِ مُبرم

جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ

یعنی جو ہونا تھا اسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا۔ مراد یہ کہ اللہ عزوجل کے لکھنے میں تبدیلی ممکن نہیں جو لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہے گا۔

تقدیرِ معلق

معلق کا بیان اس آیت میں ہے:

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ

''اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے''۔ (پارہ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ۱۱)

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ بعض اسباب سے عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوح محفوظ میں لکھی ہے۔ پس قضاء میں تغیر، قضاء کے مطابق روا ہے۔ مثلاً مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور وہ حج کرے گا،

اسی 80 برس زندہ رہے گا۔

یہ قضاء میں تغیر نہیں بلکہ اس سے مراد یہاں وہ شی ہے جو تقدیر میں لکھی گئی ہو جیسا کہ ابھی مثال گزری کہ ''مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور اگر حج کرے گا تو اسی برس زندہ رہے گا'' تو اس کی مثال میں زید کی عمر مقتضٰی بہ ہے جو کہ ساٹھ سے بدل کر اسّی تک بڑھا دی جائے گی۔

تقدیر معلق کی دو اقسام

تقدیر معلق کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) معلق محض

معلق محض اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے معلق ہونے کا ذکر لوحِ محفوظ میں یا ملائکہ کے رجسٹروں میں بھی ہے۔ عام اولیاء کرام جن کے رسائی یہاں تک ہے اور اس میں تغیر و تبدّل سے متعلق وہ باخبر ہوتے ہیں تو بسا اوقات سخت حاجات کے وقت اس کے دفع پر دعاء فرما دیتے ہیں۔

(۲) معلق شبیہ بالمبرم

معلق شبیہ بالمبرم اسے کہتے ہیں جو رَد کی صلاحیت رکھتی ہے اور یہ تقدیر علم الٰہی میں تو معلق ہے۔ مگر اس کے معلق ہونے کا ذکر لوحِ محفوظ میں یا ملائکہ کے رجسٹروں میں موجود نہیں۔ وہ ان ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مبرم ہوتی ہیں۔ مگر خاص اولیاء کاملین جن کا مقام دیگر اولیاء سے افضل، اعلٰی و ارفع ہے یہ اس کے معلق حقیقی ہونے پر مطلع ہوتے ہیں اور انہیں کو اس کے دفع کرنے کی اجازت عطا ہوتی ہے اور عام مؤمنین اور اولیاء حسبِ عادت جب ایسی تقدیر کے بارے میں دعاء

کرتے ہیں تو ربّ تعالیٰ ان پیاروں کی دعاؤں کے طفیل اس کو ٹال دیتا ہے۔

تقدیر سے کیا مراد ہے؟

سوال: تقدیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: عالم میں جو کچھ بُرا یا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں، وہ سب اللہ عزوجل کے علم ازلی کے مطابق ہوتا ہے، ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اللہ نے اسے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اوراس کے پاس لکھا ہوا۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔

سوال: تقدیر کا انکار کرنے والے کون ہیں؟

جواب: تقدیر کا انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کا مجوسی بتایا ہے۔

آدمی مجبور نہیں

سوال: کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہے؟

جواب: جی نہیں! ایسا نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے بندوں کو پیدا فرمایا، انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں زبان وغیرہا عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا پھر اعلیٰ درجے کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل ادراک نہ کرسکتی تھی لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام بھیج کر کتابیں اتاری کر ذرا ذرا سی بات بتادی اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیارات دیئے ہیں کہ ایک کام چاہے کرے

چاہے نہ کرے، کام کرنے یا نہ کرنے پر مجبور اور لاچار نہیں ہے۔

اسی مسئلے کو سمجھنے کے لئے بندہ کو چاہیئے کہ غور کرے کہ آدمی اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا ہے؟ غور کرنے پر بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ پتھر ارادہ واختیار نہیں رکھتا، لیکن اس کے برعکس انسان مکمل ارادہ واختیار رکھتا ہے۔

بَس یہ جان لے کہ انسان اپنے ارادہ اور اختیار کے بعد جو کچھ کرے گا وہی تقدیر کی موافقت ہوگی۔

آدمی مختار ہے، خود مختار نہیں

سوال: آدمی جب مختار ہے تو اعمال کی باز پرس کس بنا پر ہوگی؟

جواب: یہ ارادہ واختیار جس کا انسان میں پایا جانا روشن اور بدیہی امر ہے قطعاً یقیناً اللہ عزوجل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، اس نے ہم میں ارادہ واختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار وصاحب اختیار ہوئے۔ یہ ارادہ واختیار ہماری اپنی ذات سے نہیں تو ہم "مختار کردہ" ہوئے "خود مختار" نہ ہوئے کہ بے نکیل کا اونٹ بنے پھریں اور بندہ کی یہ شان بھی نہیں کہ خود مختار ہو سکے۔ بس یہی ارادہ اور یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے، عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا یہی دنیا میں شریعت کے احکام کا مدار ہے اور اسی بناء پر آخرت میں جزاوسزا اور ثواب وعذاب اور اعمال کا دار ومدار ہے، جزاوسزا کے لیے جتنا اختیار چاہے وہ بندے کو حاصل ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے اور نفع ونقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا فرمادیئے

ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بناء پر اسے مواخذہ ہے۔اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمراہی ہیں۔

سوال: تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اصل کتاب لوحِ محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے اور جسے قضائے مُبرم حقیقی کہتے ہیں، اس کی تبدیلی ناممکن ہے وہ نہیں بدلتا، اَکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے، وہ تقدیر بدل نہیں سکتی اس کے علاوہ فرشتوں کے صحیفوں اور لوحِ محفوظ کے تختوں میں جو احکام ہیں (جیسا کہ پچھلے صفحات پر وضاحت گزری ہے) وہ اللہ عزوجل کے کرم سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اپنی یا اولیاء کرام کی دعاؤں کی برکت سے والدین کی خدمت اور صلہ رحم وغیرہ سے زیادت و برکت کی جانب بدل جاتے ہیں اور گناہ وظلم و نافرمانی والدین اور قطع رحم وغیرہ سے دوسری طرف تبدیل ہو جاتے ہیں مثلاً فرشتوں کے صحیفوں میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی کی بیس برس پہلے ہی اس کی موت کا حکم آ گیا۔ یا نیکی کی، بیس برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا۔ یہ تقدیر میں تبدیلی ہوئی، لیکن علمِ الٰہی اور لوحِ محفوظ میں وہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے اور ان کے مطابق ہونا لازم ہے۔

سوال: کسی برائی کے متعلق یہ کہنا کہ تقدیر میں لکھی تھی، کیسا ہے؟

جواب: بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الٰہی کے حوالہ کرنا سخت جرأت ہے: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ

اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے
اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے (النساء:۷۹)

O Listener! Whatsoever good reaches
to you is from Allah, and whatsoever
bad reaches to you is from yourself.

اس کی تفسیر میں ہے: یہاں بُرائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف برسبیلِ ادب ہے خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعلِ حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اُسی کی طرف سے جانے اور جب اسباب پر نظر کرے تو بُرائیوں کو اپنی شامتِ نفس کے سبب سے سمجھے۔

سوال: تقدیری امور میں بحث کرنا کیسا ہے؟

جواب: تقدیری امور یعنی قضاء وقدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے۔ ان میں زیادہ تر غور وفکر کرنا یا انہیں کسی مجلس میں ذریعۂ بحث بنالینا ہلاکت ونامرادی کا سبب ہے۔ حضراتِ ابوبکر صدیق وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما اس مسئلہ پر بحث کرنے سے منع فرما گئے۔ (شرح عقائد مع نبراس)

اسلامی عقیدہ بس یہی ہے کہ انسان نہ پتھر کی طرح مجبور محض ہے، نہ خود مختار بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے۔ تقدیر ایک گہرے سمندر کی مانند ہے، جس کی انتہا تک کسی کی رسائی نہیں۔ یہ ایک تاریک راستہ ہے جس سے گزرنے کی کوئی راہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جس پر انسان کی عقل کو دسترس نہیں۔

﴿ساتواں عقیدہ﴾

موت کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

اور میں ایمان لایا موت کے بعد دوبارہ اٹھنے پر

سوال: حشر ونشر اور معاد کسے کہتے ہیں؟

جواب: حشر ونشر، معاد، یوم بعث، یومِ نشور اور ساعت، یہ سب قیامت کے نام ہیں۔قرآن کریم نے حشر ونشر کا بیان اس انداز میں فرمایا:

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا سچا وعدہ بیشک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے اور کافروں کے لئے پینے کو کھولتا پانی اور دردناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا۔

(یونس: آیت ۴)

To Him you all are to return. The promise of Allah is true. No doubt, He creates for the first time, then He shall reproduce it after destruction, so that He may give the reward of justice to those who believed and did good deeds. And for the infidels the boiling drink and painful torment, the recompense of their infidelity

جس طرح دنیا میں ہر چیز انفرادی طریقہ سے فنا ہوتی اور مٹتی رہتی ہے یونہی

دنیا کی بھی ایک عمر اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے۔اس کے پورا ہونے کے بعد ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام کائنات فنا ہوجائے گی۔اسی کو قیامت کہتے ہیں۔اس وقت سوا اس ایک اللہ کے دوسرا کوئی نہ ہوگا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوال: اس عقیدہ پر ایمان لانا کس حد تک ضروری ہے؟

جواب: حشر ونشر پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر آدمی ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یہ عقیدہ اس قدر ضروری ہے کہ اس عقیدے کے بغیر انسان نہ گناہوں سے پوری طرح بچ سکتا ہے، نہ عبادت میں مشقت اٹھا سکتا ہے نہ جان ومال قربان کرسکتا ہے۔ دنیاوی سزا کا خوف یا بدنامی کا ڈر اسی وقت تک آدمی کو جرم سے باز رکھ سکتا ہے جب تک کہ ظاہر ہوجانے کا خوف ہو اور جب کسی کو یہ یقین ہوجاتا ہے کہ میرا یہ جرم کوئی نہیں جان سکتا تو بے تکلف بڑے سے بڑے جرم کا مرتکب ہوجاتا ہے۔صرف یہ عقیدہ آدمی کو ارتکاب جرم سے روکتا ہے کہ ہمارے تمام نیک وبد اعمال کی سزا وجزا کا ایک دن مقرر ہے، اسی دن کا نام قیامت ہے اور اس دن کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، دنیا کے اکثر بڑے بڑے عقلاء باوجود اختلاف مذہب کے اس بات پر متفق ہیں کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی بھی آنے والی ہے اور اسی موت تک معاملہ ختم نہیں ہوجاتا اور اس دوسری زندگی میں ہماری سعادت وشقاوت کا مدار ہماری اس زندگی کے اعمال وافعال پر ہے۔جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

سوال: حشر صرف روح کا ہوگا یا روح وجسم دونوں کا؟

جواب: حشر صرف روح کا نہیں بلکہ روح وجسم دونوں کا ہے جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی، جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ قیامت کا منکر ہے اور کافر جسم کے اجزاء اگرچہ

مرنے کے بعد متفرق اور مختلف جانوروں کی غذا ہو گئے ہوں مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع فرما کر پہلی حالت پر لا کر انہیں پہلے اجزائے اصلیہ پر جو تخم جسم میں اور محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اسی جسم سابق میں بھیجے گا جس کے ساتھ وہ متعلق تھی۔

کائنات کس طرح فنا ہوگی؟

سوال: کائنات کس طرح فنا کی جائے گی؟

جواب: جب قیامت کی نشانیاں پوری ہولیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزرے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے اور اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ دفعتہً حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور فتنہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی، لوگ کان لگا کر اسے سنیں گے اور بیہوش ہو جائیں گے۔ اس بیہوشی کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے، جن پر موت نہ آئی ہوگی وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عطا کی اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء و شہداء ان پر اس نفخہ سے بیہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم: ملخصاً)

زمین و آسمان میں ہلچل پڑ جائے گی۔ زمین اپنے تمام بوجھ اور خزانے باہر نکال دے گی، پہاڑ ہل ہل کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے دُھنی ہوئی روئی یا اُون کے

گالے کی طرح اڑنے لگیں گے۔ آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جائیں گے اسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ صور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے، اس وقت سوا اس واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

آج کس کی بادشاہی ہے (مؤمن:۱۶)

Whose is the Kingdom today?

کہاں ہیں جبارین۔ کہاں ہیں متکبرین! مگر ہے کون جو جواب دے۔ پھر خود ہی فرمائے گا:

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

ایک اللہ سب پر غالب (مؤمن:۱۶)

Of one Allah, All Dominant.

سب سے پہلے کون زندہ کیا جائے گا؟

سوال: سب سے پہلے کسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین وآخرین ملائکہ انس وجن وحیوانات موجود ہو جائیں گے، اول حاملان عرش، پھر جبرائیل، پھر میکائیل۔ پھر عزرائیل علیہم السلام اٹھیں گے۔ پھر از سر نو زمین، آسمان، چاند، سورج موجود ہوں گے، پھر ایک مینہ برسے گا جس سے سبزہ کے مثل زمین کا ہر

ذی روح جسم کے ساتھ زندہ ہوگا۔ سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور سے یوں برآمد ہوں گے کہ داہنے ہاتھ میں صدیق اکبر کا ہاتھ ہوگا اور بائیں ہاتھ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا ہاتھ ہوگا پھر مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

اہلِ محشر کے حالات

سوال: محشر میں لوگوں کی حالت کیا ہوگی؟

جواب: قیامت کے روز جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں اٹھیں گے اور اس وقت محشر کے عجیب وغریب منظر کو حیرت زدہ ہوکر ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، مومنوں کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی۔ ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو۔ کسی پر تین کسی پر چار، کسی پر دس ہوں گے۔ کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدان حشر کو جائے گا کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی، یہ میدان حشر شام کی زمین پر قائم ہوگا اور زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے پر دکھائی دے۔ یہ زمین دنیا کی زمین نہ ہوگی بلکہ تانبے کی ہوگی، جو اللہ تعالیٰ روز قیامت کی محفل کے لیے پیدا فرمائے گا۔

اس دن آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور اس کا منہ اس طرف ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا، اللہ پناہ میں رکھے، بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے کہ ستر گز زمین میں جذب ہوجائے گا، پھر جو پسینہ زمین نہ لے سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک کسی کے کمر تک، کسی کے

سینہ، کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا، اس گرمی کی حالت میں پیاس کے باعث زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ دل اُبل کر گلے تک آ جائیں گے اور ہر مبتلا بقدر گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، پھر حساب کا دفتر کھلے گا سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے، انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے اعمال کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی، ان تمام مرحلوں کے بعد اب اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے۔ کسی کو آرام کا گھر ملے گا جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں، اس کو جنت کہتے ہیں یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے گا۔ جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں اسے جہنم کہتے ہیں۔

حشر ونشر کے عقیدے کی وضاحت

سوال: حشر ونشر ثواب عذاب وغیرہ کا یہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا، یا ان کے کچھ اور معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں؟

جواب: قیامت وبعث وحشر وحساب وثواب وعذاب وجنت ودوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً کہے کہ:

جنت صرف ایک اعلیٰ درجہ کی راحت کا نام ہے یا کہے کہ روحانی اذیت کے اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونے کا نام دوزخ ہے۔

یا ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب کے معنی اپنے

بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا بتائے۔

یا کہے کہ حشر فقط روحوں کا ہوگا وہ حقیقتاً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص قطعاً دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

یونہی فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں یا جنوں کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔

غرض حشر نشر، ثواب عذاب، جنت دوزخ وغیرہا کے متعلق جو عقیدے مسلمان میں مشہور ہیں اور ان کے جو معنی اہل اسلام میں مراد لیے جاتے ہیں یہی معنی قرآن پاک واحادیث شریفہ میں صاف روشن الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں اور یہ امور اسی طور پر تواتر کے ساتھ منقول ہوتے ہوئے ہم کو پہنچے ہیں تو جو شخص ان لفظوں کا تو اقرار کرے لیکن یوں کہے کہ ان کے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے بھی میں نہیں آتے ایسا شخص یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج، ضروریاتِ دین کا منکر اور کافر و مرتد ہے۔

جنت سے متعلق عقائد

سوال: جنت کیا ہے؟

جواب: جنت ایک مکان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے۔ اس میں سو درجے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے آسمان تک، اور ہر درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا ایک درجے میں ہو تب بھی اس میں جگہ باقی رہے۔

سوال: جنت میں کیا کیا ہوگا؟

جواب: جنت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی لذتوں کے سامان پیدا

کیسے ہی۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ ان کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا، نہ کسی کے دل میں اس کا خطرہ گزرا، بڑے سے بڑے بادشاہ کے خیال میں بھی وہ نعمتیں نہیں آ سکتی ہیں جو ایک ادنیٰ جنتی کو ملیں گی۔

قرآن کریم میں بڑے اَحسن انداز میں فرمایا:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ
قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

توکسی جی کونہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چُھپا
رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔(السجدۃ:۱۷)

And no soul knows what joy of eyes has been kept hidden for them, the recompense of their doings.

سوال: جنت کی سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

جواب: سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں کو اس روز ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار (دیکھنا) ہے کہ اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں، جسے ایک بار اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی کے ذوق میں ڈوبا رہے گا کبھی نہ بھولے گا۔ اسی وجہ سے ان کے دن رات اسی یقین میں گزرتے تھے کہ اپنے ربّ سے ملنا ہے:

الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا (البقرۃ:۴۶)

Who are sure that they have to meet their Lord and to return unto Him alone.

اس میں بشارت ہے کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدار الٰہی کی نعمت ملے گی

(تفسیر خزائن العرفان)

سوال: جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد (گنتی) کیا ہے۔

جواب: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہونگے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تین جماعتیں اور کردے گا، جن میں چار ارب نوے ۹۰ کروڑ کی تعداد معلوم ہے اس سے بہت زائد اور ہیں جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہیں۔

دوزخ کیا ہے؟

سوال: دوزخ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں اور کافروں کے عذاب اور سزا کے لیے ایک جگہ بنائی ہے جس کا نام جہنم ہے اس کو دوزخ بھی کہتے ہیں، دوزخ میں ستر ہزار وادی (یعنی جنگل) ہیں ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار بچھو اور ستر ہزار اژدھے ہیں۔

سوال: دوزخ میں کیا کیا ہوگا؟

جواب: دوزخ میں ہر قسم کی تکلیف دینے والے طرح طرح کے عذاب اللہ تعالیٰ نے مہیا کئے ہیں جن کے خیال سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے اور اچھے بھلے آدمی کے حواس جاتے رہتے ہیں۔ اس میں آگ کا عذاب ہے، سخت سردی کا عذاب ہے، سانپ، بچھو اور زہریلے جانوروں کا عذاب ہے۔ جہنم کے شرارے (آگ کے پھول) اونچے اونچے محلوں کے برابر اُڑیں گے، گویا زرد اونٹوں کی قطار کہ برابر آتے

رہیں گے۔(مشکوٰۃ ص۵۰۲)

آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے، اس کی آگ بالکل سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔اس لئے قرآن کریم میں جگہ جگہ اسے سے بچنے کا حکم فرمایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ
نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ
سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔(التحریم:۶)

O believers!, 'save yourselves and
your family members from the Fire
whose fuel is men and stones,

سوال: گناہ گار مسلمان کی نجات کیسے ہوگی؟

جواب: مسلمان کتنا بھی گناہ گار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا اور جنت میں جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ محض اپنے فضل سے بخش دے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد اُسے معاف فرمادے:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ

مجھے شفاعت کا اذن مل چکا ہے۔(صحیح بخاری، ج۱ ص۶۲)

معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے باذنِ پروردگار شفاعت فرمائیں گے۔شفاعت کے بارے میں صحیح بخاری و مسلم میں طویل

حدیث شریف موجود ہے۔

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

بعض مسلمان وہ ہوں گے جو دوزخ میں اپنے کیے کی سزا پا کر جنت میں جائیں گے پھر اس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلیں گے۔

سوال: کافر کی بھی بخشش ہوگی یا نہیں؟

جواب: کافر اور مشرک کبھی نہ بخشے جائیں گے۔

قرآنِ عظیم میں واضح فرمان موجود ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے۔ (النساء:۴۸)

Undoubtedly, Allah forgives not
that infidelity be done with Him

کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے یہ بھی واضح فرمادیا:

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ

ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے۔ (البقرۃ:۱۶۲)

They will ever remain in it, neither
the torment shall be lightened from them
and nor shall they be granted respite.

کفار کو طرح طرح کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا، اور آخر میں کافر کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قد کے برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کر کے یہ صندق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھ کر اس میں آگ کا قفل لگا دیا جائے گا تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اور کوئی عذاب نہ رہا اور یہ اس کے لیے عذاب پر عذاب ہوگا۔

یہ ضروریاتِ دین کا مختصر بیان تھا جو مذکور ہوا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو ان مسائل کو پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے عقائد اعمال و احوال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ (آمین بجاہِ النّبیِّ الامین)

اختتامِ کتاب: بروز پیر شریف، ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ، مورخہ بمطابق ۱۸ جولائی ۲۰۱۱ء۔

استدعا

ہم نے ''ضرورتِ دین'' کی اس جزو کو

طباعت کے جدید ترین تقاضوں کے مطابق خوبصورت اور جاذب نظر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس متن کی تصحیح میں بھی اتنی ہی محنت کی ہے جتنی کسی انسان سے ممکن ہے۔ اس کے باوجود اس کے متن میں کسی نوعیت کی کوئی خامی، کمی یا غلطی نظر آئے تو اس تقاضائے بشریت سمجھتے ہوئے درگزر سے کام لیجئے اور ہمیں مطلع فرمائیے تاکہ آئندہ طباعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ ادارہ آزاد پبلشرز